انگوٹھے چومنے کا ثبوت

تصنیف لطیف

مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت، رہبر شریعت

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ الرحمۃ اللہ القوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم

انگوٹھے چومنے کا ثبوت

از :

فیضِ ملت ، آفتابِ اہلسنت ، امام المناظرین ، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی علیہ الرحمۃ القوی

تحقیق و تخریج مع تحشیہ

اِدارہ تحقیقاتِ اُویسیہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

نَحۡمَدُهٗ، وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ ﷺ

مدحت فیض احمد کی

حضرت صاحبِ تصانیفِ کثیرہ اُستاذ الاساتذہ، مفسرِ قرآن علامہ مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

از خلیل احمد خلیل فریدی (بہاولپور)

زباں کیسے کرے گفتار مدحت فیض احمد کی		ستونِ دینِ احمد ہے امامت فیض احمد کی
تصانیفِ کثیرہ ہے کتابیں لکھیں پندرہ سو		تعصب بر طرف دیکھو یہ محنت فیض احمد کی
کیا تفسیر روح البیان کا اردو میں ترجمہ		مکمل تیس پارے ہیں یہ ہمت فیض احمد کی
اکیلا بھی مذاہب باطلہ پر حاوی ہو بیٹھا		محض درویش سادہ لوح طبیعت فیض احمد کی
جھگڑتے آئے ہیں برسوں سے بس یہ دشمنانِ دیں		قدم ملنے نہیں پائے عزیمت فیض احمد کی
عمر میں فیض احمد دیں احمد کو نہیں بھولے		مگر دیں بھی نہیں بھولے گا خدمت فیض احمد کی
عجب خوشبوئیں آتی ہیں مفسّر کی محدث کی		میں جب بھی دیکھتا ہوں بس ذہانت فیض احمد کی
سنو لوگو! بہاولپور چراغِ علم روشن ہے		ہے درس گاہ عظیم الشاں عمارت فیض احمد کی
ماۂ رمضان روضہ پاک کی چھاؤں میں رہتے ہیں		مجھے تو اس لئے ہے بس محبت فیض احمد کی
خلیل اپنا ہے گھر مذکور جامعہ کی حدود کے اندر		روزانہ ہو ہی جاتی ہے زیارت فیض احمد کی

انتساب

چونکہ اس تصنیف کا آغاز واختتام دورِ طالب علمی میں مرکزی دار العلوم'' جامعہ رضویہ ''میں ہوا۔اس لئے اسے ایصالِ ثواب کے طور پر حضور سیدی وسندی ذخری لیومی، وغذی، ماوائی وملاذی قبلہ اُستاذی مولانا العلامہ الحاج حضرت محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لائل پوری محدّثِ اعظم پاکستان کے نام نذر گزار کرتا ہوں۔

گر قبول افتدزہے عزو شرف

ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

جمادی الآخر ۱۴۰۷ھ

تمہید

رب صل وسلم دائماً ابداً　　　علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

امابعد! فقیر ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی غفرلہٗ متعلم مدرسہ جامعہ رضویہ لائل پور ساکن حامد آباد من مضافات بہاولپور اہلِ اسلام کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ نبی اکرم، شفیع معظم ﷺ کے اسمِ مقدس کو سن کر چومنا مستحب ہے۔ فقہ حنفی وشافعی وغیرہما میں اس کے استحباب پر صریح عبارات موجود ہیں اور احادیث سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے لیکن بعض مدعیانِ اسلام اس کے نہ صرف منکر ہیں بلکہ اس کے عامل کو'' بدعتی ''قرار دے کر عوام کو بہکاتے ہیں۔

اس فقیر سراپا تقصیر کے پاس چند حوالے جمع تھے جنہیں برادرانِ اسلام کی خدمت میں پیش کرتا ہے تاکہ مسئلہ کی حقیقت بے نقاب ہو جائے۔اگرچہ علماء حق اس مسئلہ کو خوب لکھ گئے لیکن صرف حصولِ سعادت کی غرض پر چند سطور حوالہ قلم کر دیئے۔ خداوند عالم بطفیلِ محبوبِ اعظم ﷺ قبول فرما کر میرے لئے ذریعہ نجات بنائے۔آمین

مقدمہ

رب صل وسلم دائماً ابداً　　　علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

نبی اکرم ﷺ خداوندِ عالم کے محبوب ہیں یہ ایسا مرتبہ ہے کہ جس کے بعد کوئی مرتبہ نہیں۔اسی لحاظ سے تمام انبیاء ورسل علیہم السلام ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مدح گو ہیں اور خود اللہ تعالیٰ بھی آپ ﷺ کی تعریف وتوصیف فرماتا ہے۔اس بلند شان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی ہر ادا کو عبادت اور اُن کے ہر فعل کو اپنی اطاعت قرار دیا بلکہ ہر وہ امر جو آپ کی تعظیم کے لئے ہو عمل میں لانے سے بہت اجر وثواب دیتاہے اسی وجہ سے ہم پر صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو فوقیت ہے کہ وہ بارگاہِ نبوی ﷺ میں محبت وعقیدت کے نذرانے پیش کرتے تو خداوندِ عالم اس کا صلہ بہترین سے بہترین عطا فرماتا مثلاً حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عصر کی نماز صرف نیندِ نبوی ﷺ پر قربان کی تو اللہ تعالیٰ نے سورج اُلٹا دیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں جان دینے کو تیار ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کا قصہ رہتی دنیا تک بلکہ ابداً ابداً قرآن پاک میں درج فرمایا۔اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بول مبارک پیا تو اُن پر آتشِ دوزخ حرام کی گئی اور پیٹ کے جملہ امراض سے بھی شفاء مل گئی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وضو کے پانی کو تبرک بناتے اور تھوک مبارک وناک مبارک کی رطوبت کو منہ پر ملتے اور جسموں پر اور بال مبارک ہر ایک نے اپنے پاس حرزِ جان (بہت عزیز) بنا رکھا۔امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وصال کے وقت وصیت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے ناخن اور بال مبارک قبر میں رکھے جائیں۔

حضور اکرم ﷺ کے ملبوسات کو ایمان کی جان سمجھ کر صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنے گھروں میں رکھتے ہیں۔حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہانی زبان زدِ خلق (مشہور) ہے وغیرہ وغیرہ۔کتبِ دینیہ کے مطالعہ سے بہت سی مثالیں ملتی ہیں کہ وہ اعمال جو نبی اکرم ﷺ کی تعظیم پر دلالت کرتے ہیں اُن کے لئے اگرچہ دلیل شرعی نہ بھی ملے تب بھی عامل کو اجر وثواب ملتاہے۔امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کون سی شرعی دلیل تھی جس کی وجہ سے وہ حدیث کو بحالتِ قیام اور نہایت زیب وزینت میں پڑھاتے ہیں اور مدینہ شریف سے باہر نہیں جاتے اور نہ ہی مدینہ شریف میں سواری پر سوار ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔مجبور ہو کر کہنا پڑے گا کہ تعظیمِ مصطفی ﷺ میں جو عمل کیا جاتاہے اس پر اجر وثواب ہے۔

منجملہ ان کے انگوٹھے چومنا یہ بھی ایک تعظیم ہے کہ کسی کے نام پر انسان جھوم جائے اور عقیدت کا اظہار کرے تو وہ محبت کی ایک دلیل ہے۔حضور اکرم ﷺ کے نامِ اقدس کو سن کر عاشقِ نبی ﷺ جھوم جاتاہے اور محبت وعقیدت سے سر جھکا رہاہے اور انگوٹھے چوم رہاہے اِس پر اگرچہ اس کے پاس دلیل نہ بھی ہوتی تب بھی شرعاً گرفت نہ تھی کیونکہ ایسے عمل سے شرعاً کسی قانونِ شرعی کے

خلاف نہیں کرنا پڑتا ہے۔ بحمدہٖ تعالیٰ ایسے عاشقِ صادق کے لئے بہت بڑے دلائل ہیں جو اسے مجبور کرتے ہیں کہ اپنے محبوب کا نام سنتے ہی عقیدت کا نذرانہ پیش کرے۔ اگر کوئی روکے تو اسے اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت شاہ احمد رضا خاں بریلوی قُدِّسَ سرہ کا یہ شعر سنا دیجئے۔

نجدی کہتا ہے کہ کیوں تعظیم کی　　　　یہ ہمارا دین تھا پھر تجھ کو کیا

ہمارا مدعا

نبی پاک ﷺ کا اسم گرامی بوقت اذان واقامت سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھنا مستحب ہے۔ یہی ہمارا مذہب ہے اسی پر ہمارے دلائل قائم ہوتے ہیں۔ بہتان تراشی کا جواب ہمارے پاس نہیں کہ بڑی دلیری سے کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ اہل سنت انگوٹھے چومنا واجب مانتے ہیں۔ چنانچہ ایک بہتان تراش لکھتا ہے

واقعی اذان کا جواب اور دعا ودرود شریف پڑھنا چھوڑ کر صرف انگوٹھے چومنا واجب سمجھا لیا ہے۔

اس بہتان تراش سے پوچھئے کہ ہماری کون سی کتاب میں ہے کہ ہم انگوٹھے چومنا واجب مانتے ہیں۔ سچ ہے

اذا فات الحیاء فافعل ماتشاء

یعنی جب حیا ختم ہو جائے تو پھر جو چاہے کر۔

ہم چونکہ اس عمل مبارک کو مستحب مانتے ہیں اس پر احادیث واقوال، فقہاء وصلحاء موجود ہیں جو درجِ ذیل ہیں۔

باب اول
فصل اول در احادیث

مَن سَمِعَ اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابهامیه ومسح علی عینیه لم یعم ابدا (1)

یعنی جس نے اذان میں میرا نام سن کر انگوٹھوں سے لگا کر چوما اور آنکھوں سے لگایا تو وہ کبھی اندھا نہیں ہوگا۔

روی عن النبی ﷺ انه قال من سمع اسمی فی الاذان ووضع ابهامیه علی عینیه فانا طالبه فی صفوف القیمة وقائدة الی الجنة (2)

یعنی جس نے میرا نام سن کر انگوٹھوں کو آنکھوں سے لگایا تو میں اس کو قیامت میں صفوں سے تلاش کر کے بہشت میں لے جاؤں گا۔

وقال الطاوسي إنه سمع من الشمس محمد ابن أبي نصر البخاري خواجه حديث من قبل عند سماعه من المؤذن كلمة الشهادة ظفري ابهاميه ومسهما على عينيه وقال عند المس اللهم احفظ حدقتي ونورهما ببركة حدقتي محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم ونورهما لم يعم (3)

یعنی طاؤس فرماتے ہیں اُنہوں نے خواجہ شمس الدین ابی نصر البخاری سے یہ حدیث سنی کہ جو شخص مؤذن سے کلمہ شہادت سن کر انگوٹھوں کے ناخن چومے اور آنکھوں سے لگائے اور یہ دعا پڑھے "**اللهم احفظ حدقتي الخ**" تو وہ اندھا نہ ہوگا۔

عن الخضر عليه السلام أنه من قال حين يسمع المؤذن يقول أشهد أن محمداً رسول الله مرحباً بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم ثم يقبل ابهاميه ويجعلهما على عينيه لم يرمد أبداً (4)

یعنی حضرت خضر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جس نے مؤذن کے قول "**أشهد أن محمداً رسول الله**" کو سن کر **مرحباً بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم** کہا اور انگوٹھوں کو چوما اور ان کو آنکھوں پر پھیرا تو اس کی آنکھیں کبھی نہیں دکھیں گی۔

---

(1) (تفسیر روح البیان، سورہ, احزاب،الجلد السابع، صفحہ۲۲۹،دارالفکربیروت)

(2) (صلوٰۃ مسعودی جلد۲، باب بست ویکم دربیان بانگ نماز، صفحہ۳۵۰، مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور)

(3) (المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الالسنة،حرف المیم، الصفحة۳۸۵،دارالکتب العلمیة بیروت)

(4) (المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الالسنة،حرف المیم، الصفحة۳۸۵،دارالکتب العلمیة بیروت)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مؤذن کے قول ''**أشهد أن محمداً رسول الله**'' کو سن کر انگوٹھوں کو چوما اور آنکھوں سے لگایا تو حضور ﷺ نے فرمایا:

من فعل مثل ما فعل خليلي فقد حلت عليه شفاعتي (1)

یعنی جس طرح میرے خلیل صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا جو بھی ایسے ہی کرے گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔

عن الفقيه أبي الحسن علي ابن محمد من قال حين يسمع المؤذن يقول أشهد أن محمدا رسول الله مرحبا بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم ويقبل إبهاميه ويجعلهما على عينيه لم يعم ولم يرمد (2)

یعنی حضرت ابوالحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو شخص ''**أشهد أن محمدا رسول الله**'' سن کر ''**مرحبا بحبيبي**'' کہتا ہے اور انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر پھیرتا ہے تو وہ ہمیشہ نہ تو نابینا ہوگا اور نہ اس کی آنکھیں دکھیں گی۔

چند اور احادیث کے مضامین آئندہ فصل میں آئیں گے ویسے کتبِ احادیث میں اسی قسم کی روایات بہت ہیں لیکن ان سب کے اسی طرح کے مضامین ہیں۔

غلطی کا ازالہ

اس سے بعض جاہلوں کی جہالت بھی ظاہر ہوگئی جبکہ اُنہوں نے لکھا ہے کہ ''علماء مبتدعین انگوٹھے چومنے کی اصل روایت جو بڑے کروفر سے بیان کرتے ہیں صرف دو عدد ہیں'' یہ اس کی جہالت کا بیّن (واضح) ثبوت ہے کہ اس نے مطالعہ کئے بغیر صرف دو حدیثیں مانیں حالانکہ اس موضوع پر بہت سی حدیثیں ہیں جنہیں عرض کر دیا گیا ہے ان کے علاوہ اور بھی بہت ہیں۔

نتائج

محشر کے دن میدانِ حشر میں جبکہ تمام لوگ نفسی نفسی پکاریں گے انگوٹھے چومنے والے کو ایسے آڑے وقت میں سرورِ عالم ﷺ صفوں کے اندر سے تلاش کر کے بہشت میں لے جائیں گے۔

---

(1) (كشف الخفاء ومزيل الالباس عما اشتهر من الاحاديث على السنة الناس، رقم الحديث ٢٢٩٦،الجزء الثانى،الصفحة ٢٠٦،مكتبة القدسى القاهرة)
(المقاصد الحسنة فى بيان كثير من الاحاديث المشتهرة على الالسنة،حرف الميم، الصفحة ٣٨٥،دارالكتب العلمية بيروت)

(2) (كشف الخفاء ومزيل الالباس عما اشتهر من الاحاديث على السنة الناس، رقم الحديث ٢٢٩٦،الجزء الثانى،الصفحة ٢٠٦،مكتبة القدسى القاهرة)
(المقاصد الحسنة فى بيان كثير من الاحاديث المشتهرة على الالسنة،حرف الميم، الصفحة ٣٨٥،دارالكتب العلمية بيروت)

اس نیک عمل سے حضور اکرم ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔ یہ خصوصی وعدہ ہے ورنہ آپ کی شفاعت سے بہت سے لوگوں کو محروم رکھا جائے گا۔ آنکھوں کی جملہ امراض سے نجات ملے گی۔

چنانچہ آئندہ فصل کے واقعات تفصیلی سے معلوم ہوگا۔

فصل دوم

اب چند حکایات درج کی جاتی ہیں جو مذکورہ بالا احادیث پر عمل کرنے سے فوائد حاصل کرنے پر شہادت کا کام دیں گی۔

حکایت نمبر ۱

حدیث شریف میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام بہشت میں تشریف لاتے تو فرشتگان نورِ محمدی ﷺ کی زیارت کے لئے حاضری دیتے تو آدم علیہ السلام نے ملائکہ کی حاضری کا سبب پوچھا تو حکم ہوا کہ یہ نورِ محمدی ﷺ کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔آدم علیہ السلام کو نورِ محمدی ﷺ کی زیارت کا اشتیاق ہوا تو بارگاہِ ایزدی میں زیارت کی التجاء کی

او اظھر اللہ تعالٰی جمال حبیبہ فی صفاء ظفری ابھامیہ مثل المرآۃ فقبل آدم ظفری ابھامیہ ومسح علی عینیہ

یعنی تو اللہ تعالٰی نے اپنے محبوبِ مدنی ﷺ کا جمال آدم علیہ السلام کے ناخنوں میں آئینہ کی طرح ظاہر فرمایا جس پر آدم علیہ السلام نے اپنے انگوٹھوں کو چوما اور آنکھوں پر لگایا۔

اس کے بعد حدیث شریف میں ہے کہ

لم یعم ابداً (1)

یعنی حضرت آدم علیہ السلام اسی عمل کی بدولت تادمِ زندگی نابینا نہ ہوئے۔

(فتاویٰ جواھر، فتاویٰ سراج المنیر ، فتاویٰ مفتاح الجنان ، نعم الانتباہ از منیر العین)

(اسی طرح کا واقعہ انجیل برنباس صفحہ ۶۱،۶۰ مترجم مطبوعہ حمیدیہ اسٹیج لاہور میں بھی ہے)

فائدہ: انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا حضرت ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام کی سنت ہے۔اپنے باپ کی سنت پر عمل کرنا اپنے باپ کے ہونے کا ثبوت دینا ہے ورنہ......

---

(1) (تفسیر روح البیان، سورہ, احزاب،الجلد السابع، صفحہ ۲۲۹،دارالفکربیروت)

فائدہ : ہمارے نبی اکرم ﷺ کے بعض معجزات وہ بھی ہیں جو "قبل از ظہورِ عالمِ دنیا" صرف اسمِ مقدّس کی برکت سے نمودار ہوئے۔یہ معجزہ انہی میں سے ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی بینائی کی حفاظت فرمارہے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کی سنت نے سمجھادیا ہے کہ اے بنو آدم علیہ السلام اپنی بینائی کی حفاظت سید عالم ﷺ کے طفیل کرو۔

حکایت نمبر ۲

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا مرد تھا جس کا پورا ایک سو سال جرم وخطا میں گزرا۔جب وہ فوت ہوا تو بنی اسرائیل نے اسے ایسے ہی بلا کفن ودفن پھینک دیا۔

فأوحى الله تعالى إلى موسىٰ عليه السلام أن غسله وكفنه وصل عليه

یعنی اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اسے غسل دو اور کفنا کر اس پر نمازِ جنازہ پڑھو۔

سبب دریافت کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لأنه نظر في التوراة اسم محمد فقبله ووضعه على عينيه وصلى عليه

یعنی اس لئے کہ اس نے تورات میں میرے محبوب ﷺ کا اسم گرامی دیکھا تو اسے بوسہ دے کر آنکھوں پر رکھا اور درود بھی پڑھا

فغفرت له ذنوبه وزوجته سبعين حوراء (1)

یعنی اسی لئے میں نے اسے بخش دیا اور اسے حور بھی عنایت کر دی۔

فائدہ: اس حکایت کو بار بار پڑھئے ہمارے مخالفین تو زندگی بھر ماتھے رگڑ رگڑ کر بھی بہشت نہ لے سکے اور نہ ہی حور۔

یعنی میرا مالک حقیقی قادر ہے کہ اپنے محبوب مدنی ﷺ کے ایک نام لیوا اور عاشق کو بہشت بھی دے دی اور حور بھی۔ اس سے مخالفین روئیں یا مریں لیکن اس عاشق نے بزبانِ حال کہہ ہی دیا

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو ۔۔۔ ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

---

(1) (حلية الاولياء وطبقات الاصفياء،وهب بن منبه، الجزء الرابع،الصفحة ۴۲،دارالفكربيروت)

(نزهة المجالس ومنتخب النفائس،باب ذكر مناقب سيد الاولين والاخرين سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم وعلى اله واصحابه الطيبين الطاهرين،الجزء الثانى،الصفحة ۳۲۹، المكتب الثقافى للنشروالتوزيع القاهرة)

(الخصائص الكبرى باب ذكره فى التوراة والانجيل وسائركتب الله المنزلة، الجزء الاول، صفحه ۲۹،دارالكتب العلمية بيروت)

(السيرة الحلبية، باب تسميته صلى الله عليه وسلم محمدا وأحمدا،الجزء الاول،صفحة ۱۲۳)

ایک شبہ

انہی باتوں سے لوگ دھوکہ میں آجاتے ہیں کہ گناہ کئے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تو صرف نبی اکرم ﷺ کے نام کی برکت سے بخش دے گا لہٰذا اب اعمالِ صالحہ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ "قطعِ نظر حکایت کی صحت" روایت کے اسلامی طریقوں پر حرف آتا ہے۔

الجواب

"رحمت حق بہانہ می جوید" ۔۔۔ یعنی رحمت حق بہانہ ڈھونڈتی ہے۔

مولیٰ عزوجل اگر قہّار و جبّار ہے تو رحیم و کریم بھی ہے اور ستّار و غفّار بھی۔ مخالف کے سامنے نبوی وقار ﷺ چونکہ بالکل نہیں اسی لئے اسے یہ بات معمولی معلوم ہو رہی ہے۔ صحابہ کرام کی زندگی پر نظر ڈالئے انہوں نے کون سے شاقہ اعمال کئے کہ اُمّتِ مصطفویہ علیٰ صاحبہا التحیۃ کے اغواث و اقطاب نبی کریم ﷺ کے اس صحابی (جس نے ساری زندگی کفر و شرک میں گزاری لیکن آخری لمحاتِ زندگی

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رُخِ انور کی زیارت کرکے کہہ دیا **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**) کا موازنہ کروگے تو صحابی کی شان کو فوقیت حاصل ہوگی۔ صرف اس لئے کہ وقارِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ ہے لیکن تاہم مخالف کے اطمینان کے لئے ثبوت میں ذیل کی سچی اور صحیح حدیث شریف کافی ہے۔

حکایت ۳

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں سابقہ زمانے میں ایک آدمی تھا جس نے ننانوے مرد قتل کئے۔ ایک عالم سے اپنی توبہ کا سوال کیا تو اس نے ایک راہب کی طرف رہبری کی اس راہب کی خدمت میں پہنچ کر اپنا ماجرا سنایا۔ راہب نے کہا ایسے کی توبہ قبول نہیں ہوگی اس نے راہب کو بھی قتل کردیا اب اس پر سو قتل ہوگئے۔ آگے چل کر پھر کسی عالم دین سے اپنی توبہ کے متعلق پوچھا تاکہ اس کی توبہ قبول ہوجائے۔ اس نے کہا کیوں نہیں توبہ کے درمیان کون حائل ہوسکتا ہے لیکن فلاں گاؤں میں جاؤ وہاں اللہ کے بندے رہتے ہیں جو عبادت گزار ہیں تو ان کے ساتھ رہ کر عبادت کر اپنے گاؤں میں نہ جانا اس لئے کہ وہ بُرا مقام ہے۔ وہ مرد چل پڑا جب آدھا سفر طے ہوا تو ملک الموت آپہنچا اُس نے اُس گاؤں کی طرف سینہ بڑھایا اس کے بعد ملک الموت جان لے کر چل پڑا۔

فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ فَأَوْحَى اللهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَقَرَّبِي وَأَوْحَى اللهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَبَاعَدِي وَقَالَ قِيسُوا مَا بَيْنَهُمَا فَوُجِدَ إِلَى هَذِهِ أَقْرَبُ بِشِبْرٍ ، فَغُفِرَ لَهُ (1)

یعنی تو رحمت و عذاب کے فرشتے جھگڑنے لگے زمین کے ناپنے کا حکم دے دیا گیا ادھر زمین کو گھٹنے بڑھنے کا حکم دیا وہ شخص زمین مقصود کی طرف ایک بالشت کے برابر قریب پایا گیا اسی وجہ سے اسے بخش دیا۔ (2)

اس کے علاوہ بخاری شریف میں ہے کہ ایک عورت کو صرف کتے کو پانی پلانے سے بخشا گیا اور دوسرے کو راستہ سے کانٹے ہٹانے سے بخشا گیا۔ (بخاری شریف)

دیکھئے ربِّ کریم نے اپنے بندوں کو کیسی کریمی سے بخشا اور ہماری پیش کردہ روایت میں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام اقدس کا وسیلۂ جلیلہ بھی ہے اور جہاں حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وسیلۂ جلیلہ ہو وہاں تو فضلِ الٰہی کا کیا کہنا جیسے آدم علیہ السلام کے واقعہ میں ہوا۔

---

(1) (صحیح البخاری، کتاب احادیث الا نبیاء، باب، رقم الحدیث ۳۴۷۰، الصفحۃ ۸۶۰، دارابن کثیر دمشق بیروت)

(2) معلوم ہوا اللہ نے محض نیّتِ خالص کی وجہ سے ہی اس کی مغفرت فرمادی۔

حکایت ۴

حضرت مولانا روم قدس سرہ مثنوی شریف میں لکھتے ہیں کہ

بود در انجیل نام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم **آن سر پیغمبران بحرِ صفا**

یعنی انجیل میں نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی درج تھا۔ آپ ﷺ ہی تو انبیاء کے سردار اور بحرِ صفا ہیں۔

بود ذکر حلیہ ها و شکل او **بود ذکر غزو و صوم و اکل او**

یعنی تورات میں آپ کی صورت و شکل مبارک کا بیان تھا۔ اور آپ کے جہاد اور خورد و نوش اور صوم و صلوٰۃ کا بھی ذکر درج تھا۔

طایفۂ نصرانیان بهر ثواب **چون رسیدندی بدان نام وخطاب**

یعنی عیسائیوں کی ایک جماعت جب اس نام پاک اور خطاب مبارک پر پہنچی۔

بوسہ دادندی بدان نام شریف **رو نهادندی بدان وصف لطیف**

یعنی تو وہ لوگ بغرضِ ثواب اس نام شریف کو بوسہ دیتے اور اس ذکر مبارک پر بطورِ تعظیم منہ رکھ دیتے۔

اندراین فتنہ کہ گفتم آن گروه **ایمن از فتنہ بدند و از شکوه**

یعنی جس گروہ کا بیان ہوا وہ دنیا کے فتنوں اور شکووں کے دبدبوں سے محفوظ تھا۔

ایمن از شر امیران و وزیر **در پناه نام احمد مستجیر**

یعنی بادشاہوں اور وزیروں کے شر سے اس لئے محفوظ تھے کہ انہیں حضور ﷺ کے اسم گرامی کی پناہ نصیب تھی۔

نسل ایشان نیز هم بسیار شد **نور احمد ناصر آمد یار شد**

یعنی (اس تعظیم کی بدولت) ان کی نسل بہت بڑھ گئی اور حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ کا نور ان کا حامی و ناصر تھا (ان کے مقابل ایک دوسرا بے ادب گروہ بھی تھا)

وآن گروه دیگر از نصرانیان **نام احمد □ داشتند ی مستهان**

یعنی ان نصرانیوں میں دوسرے وہ بھی تھے۔ جو نبی اکرم ﷺ کے نام اقدس کی بے ادبی کرتے تھے۔

مستهان و خوار گشتند از فتن **از وزیر شوم رای شوم فن**

یعنی انہیں یہ سزا ملی کہ فتنوں سے خوار و ذلیل ہوگئے اور وزیر شوم سے بھی انہیں سخت اذیتیں پہنچیں۔

مستهان وخوار گشتندآن فریق **گشتہ محروم از خود و شرط طریق**

یعنی وہ گروہ ذلیل و خوار ہوا اپنی ہستی سے محروم یعنی قتل کئے گئے اور مذہب سے بھی محروم یعنی عقائد خراب ہوگئے۔

نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم **چون چنین یاری کند** **تاکہ نورش چون مددکاری کند**

یعنی نبی پاک ﷺ کا نام جب ایسی مدد کرتا ہے۔ تو اندازہ کرو کہ ان کا نور کس قدر مددگار ہوتا ہے۔

نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم **چون حصاری شد حصین تا چہ باشد ذات آن روح الامین**

یعنی جب حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ کا اسم گرامی حفاظت کے لئے مضبوط قلعہ ہے۔تو اس روح الامین کریم ﷺ کی ذات پاک کیسی ہو گی۔

(مثنوی معنوی، دفتر اول،نعت تعظیم حضرت مصطفی که در انجیل بود، صفحه۷۵و۷۶،کتابخانه امید ایران)

فائدہ :اس سے ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے عُشّاق اور بے ادب قدیم سے چلے آئے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ادب کرنے سے بگڑی بن جاتی ہے اور بے ادبی سے ذلت و خواری نصیب ہوتی ہے اور یہ فیصلہ ازل اور قدیم سے چلا آرہا ہے اور قیامت تک رہے گا۔انشاءاللہ تعالیٰ

حکایت ۵

فقیہ محمد بن البابار رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ کے بھائی سے روایت ہے وہ اپنا حال بیان کرتے ہیں کہ ایک ہوا چلی کہ کنکری ان کی آنکھ میں پڑ گئی۔ نکالتے تھک گئے ہر گز نہ نکلی اور نہایت شدید درد پہنچایا۔اُنہوں نے موذن کو ''**أشهد أن محمداً رسول الله**'' کہتے ہوئے سنا تو کہا''**مرحباً بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم**''تو(یعنی اے میرے حبیب! مرحبا آپ کا اسم گرامی محمد بن عبداللہ (ﷺ) ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک) کنکری فوراً نکل گئی۔(1)

---

(1)(المقاصد الحسنة فى بيان كثير من الاحاديث المشتهرة على الالسنة ، حرف الميم ،حديث ۱۰۲۱، صفحه ۳۸۴، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت لبنان)

فائدہ :حضرت ردادر رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وهذا يسير في جنب فضائل الرسول صلى الله عليه وسلم (1)

یعنی حضرت محمد مصطفی ﷺ کے فضائل کے سامنے یہ کیا چیز ہے لیکن سارا معاملہ عقیدت پر ہے۔

اگر اپنے نبی پاک ﷺ سے عقیدت نہیں تو پھر معاملہ صاف ہے۔

حکایت ۶

حضرت شمس الدین محمد بن صالح مدنی و خطیب و امام مسجد مدینہ طیبہ نے اپنی تاریخ میں حضرت امجد مصری سے اُنہوں نے فرمایا جس نے نبی پاک ﷺ کا اسم پاک اذان میں سن کر انگوٹھا اور اُنگلی کو ملائے اور انہیں بوسہ دے کر آنکھوں سے لگائے تو اس کی کبھی آنکھیں نہ دکھیں گی اور حضرت ابن صالح نے فرمایا کہ میں نے ایسے ہی محمد بن زرندی سے بھی سنا اور پھر اپنے متعلق فرمایا:

ولله الحمد والشكر منذ سمعته منهما استعملته فلم ترمد عيني وأرجو أن عافيتهما تدوم وأني أسلم من العمى إن شاء الله(2)

یعنی اللہ ہی کے لئے حمد و شکر ہے جب سے میں نے یہ عمل دونوں صاحبوں سے سنا اپنے عمل میں رکھا۔ آج تک میری آنکھیں نہ دکھیں اور اُمید کرتا ہوں کہ اچھی رہیں گی اور میں کبھی اندھا نہ ہوں گا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

فائدہ : یہ تھے سلف صالحین کے عقائد اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت و عقیدت۔

حکایت ۷

الشیخ العالم المفسر نور الدین الخراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قدس سرہ الربانی کو کسی نے اذان کے وقت انگوٹھوں کو آنکھوں پر ملتے ہوئے دیکھ کر پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں پہلے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتا تھا لیکن بعد میں چھوڑ دیا میری آنکھیں خراب ہو گئیں۔

فرایته صلی اللہ تعالي علیه وسلم مناما فقال لم ترکت مسح عینیک عند الاذان؟ ان اردت ان تبرا عیناک فعد الی المسح فاستیقظت ومسحت فبرئت ولم یعاودنی مرضهما الی الان (3)

---

(1) (المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الالسنة ، حرف المیم ،حدیث ۱۰۲۱، صفحه ۳۸۴، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت لبنان)

(2) (المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الالسنة ، حرف المیم ،حدیث ۱۰۲۱، صفحه ۳۸۴،دارالکتب العلمیة بیروت لبنان)

(3) (کفایة الطالب الربانی علی رسالة ابن ابی زید القیروانی وبالهامش حاشیه العدوی،باب الاذان والاقامة، الجزء الاول،الصفحة۴۸۲،مطبعة المدنی القاهرة)

یعنی تو میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا فرمایا تو نے اذان کے وقت انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا کیوں چھوڑ دیئے۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیری آنکھیں درست ہو جائیں تو وہ عمل پھر شروع کر دے۔ پس میں بیدار ہوا اور یہ عمل شروع کر دیا تو میری آنکھیں درست ہو گئیں اور اس کے بعد اب تک وہ مرض نہیں لوٹا۔

فائدہ : بقول دیوبندی و وہابی انگوٹھے چومنا بدعت ہے تو بدعتی کو کیوں زیارت ہوئی اور پھر اس کی بیماری جاتی رہی اور آنکھوں کی بیماری کی شفاء کا سبب بھی امام وقت انگوٹھے چومنے کو سمجھا رہیں ہیں۔ ان حکایات کے علاوہ اور بھی بہت حکایات موجود ہیں صرف ''مشتے نمونہ خسر دار'' چند ذکر کر دی ہیں اور ہمارا دعویٰ ہے کہ جو بھی اس پاک عمل کا پابند ہو جائے تو انشاءاللہ تعالیٰ اُخروی نجات کے علاوہ دنیا میں آنکھوں کی جملہ امراض سے محفوظ و مامون ہو گا۔ تجربہ شرط ہے لیکن نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیدت و خلوص و محبت ضروری ہے ورنہ عمل بے کار اور اُلٹا قیامت میں ذلیل و خوار ہو گا۔ (وماعلینا الا البلاغ)

باب دوم

شامی میں ہے:

يُسْتَحَبُّ أَنْ يُقَالَ عِنْدَ سَمَاعِ الْأُولَى مِنْ الشَّهَادَةِ صَلَّى اللهُ عَلَيْك يَا رَسُولَ اللهِ وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ مِنْهَا قَرَّتْ عَيْنِي بِك يَا رَسُولَ اللهِ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرَيْ الْإِبْهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فَإِنَّهُ

عَلَيْهِ السَّلَامُ يَكُونُ قَائِدًا لَهُ إِلَى الْجَنَّةِ (1)

یعنی جان لو کہ بے شک اذان کی پہلی شہادت کے سننے پر ''صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ'' اور دوسری شہادت کے سننے پر ''قَرَّتْ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللهِ'' کہنا مستحب ہے پھر اپنے انگوٹھوں کے ناخن (چوم کر) اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے ''اللَّهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ '' تو حضور اکرم ﷺ ایسا کرنے والے کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔

قُهُسْتَانِيٌّ، وَنَحْوُهُ فِي الْفَتَاوَى الصُّوفِيَّةِ وَفِي كِتَابِ الْفِرْدَوْسِ "مَنْ قَبَّلَ ظُفْرَيْ إِبْهَامِهِ عِنْدَ سَمَاعِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ فِي الْأَذَانِ أَنَا قَائِدُهُ وَمُدْخِلُهُ فِي صُفُوفِ الْجَنَّةِ" وَتَمَامُهُ فِي حَوَاشِي الْبَحْرِ لِلرَّمْلِيِّ (2)

---

(1) (ردالمحتارعلى الدرالمختار شرح تنوير الابصار، كتاب الصلاة، باب الاذان، الجزء الثانى،الصفحة۶۸،دارعالم الكتب للطباعة والنشروالتوزيع الرياض)

(2) (ردالمحتارعلى الدرالمختار شرح تنوير الابصار، كتاب الصلاة، باب الاذان، الجزء الثانى،الصفحة۶۸،دارعالم الكتب للطباعة والنشروالتوزيع الرياض)

یعنی ایسا ہی کنزالعباد امام قہستانی میں اور اسی کی مثل فتاویٰ صوفیہ میں ہے اور کتاب الفردوس میں ہے کہ جو شخص اذان میں ''أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ'' سن کر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چومے (اس کے متعلق حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے) کہ میں اس کا قائد بنوں گا اور اس کو جنت کی صفوں میں داخل کروں گا اور اس کی پوری بحث بحرالرائق کے حواشی رملی میں ہے۔

رئیس الفقہاء الحنفیہ علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مراقی الفلاح میں یہی عبارت اور دیلمی کی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی مرفوع حدیث نقل کرکے فرماتے ہیں:

وكذا روى عن الخضر عليه السلام وبمثله يعمل فى الفضائل (1)

یعنی اور اسی طرح حضرت خضر علیہ السلام سے بھی روایت کیا گیا ہے اور فضائل اعمال میں ان احادیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

علامہ امام قہستانی شرح الکبیر میں کنزالعباد سے نقل کرکے فرماتے ہیں:

يُسْتَحَبُّ أَنْ يُقَالَ عِنْدَ سَمَاعِ الْأُولَى مِنَ الشَّهَادَةِ: صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ مِنْهَا: قَرَّتْ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرَيِ الْإِبْهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فَإِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَكُونُ قَائِدًا لَهُ إِلَى الْجَنَّةِ (2)

یعنی جان لو بلاشبہ اذان کی پہلی شہادت کے وقت سننے پر صلی اللہ تعالیٰ علیک یارسول اللہ اور دوسری شہادت کے وقت ''قَرَّتْ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللهِ'' کہنا مستحب ہے۔ پھر اپنے انگوٹھوں کے ناخن چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے ''اللَّهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ '' تو حضور اکرم ﷺ ایسا کرنے والے کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔

علامہ الفاضل الکامل الشیخ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں:

وفی قصص الأنبیاء وغیرها ان آدم علیه السلام اشتاق الی لقاء محمد صلی الله علیه وسلم حین کان فی الجنة فاوحی الله تعالی الیه هو من صلبك ویظهر فی آخر الزمان فسأل لقاء محمد صلی الله علیه وسلم حین کان فی الجنة فاوحی الله تعالی الیه فجعل الله النور المحمدي فی إصبعه المسبحة من یده الیمنی فسبح

---

(1) (حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح ،کتاب الصلاة،باب الاذان، الصفحة۲۰۶،دارالکتب العلمیة بیروت)

(2) (ردالمحتارعلی الدرالمختار شرح تنویر الابصار، کتاب الصلاة، باب الاذان، الجزء الثانی،الصفحة۶۸،دارعالم الکتب للطباعة والنشروالتوزیع الریاض)

ذلك النور فلذلك سمیت تلك الإصبع مسبحة کما فی الروض الفائق. او اظهر الله تعالی جمال حبیبه فی صفاء ظفری ابهامیه مثل المرآة فقبل آدم ظفری ابهامیه ومسح علی عینیه فصار أصلا لذریته فلما اخبر جبرائیل النبي صلی الله علیه وسلم بهذه القصة قال علیه السلام (من سمع اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابهامیه ومسح علی عینیه لم یعم ابدا) (1)

یعنی قصص الانبیاء وغیرہ کتب میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں حضرت محمد ﷺ کی ملاقات کا اشتیاق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ وہ تمہارے صلب سے آخر زمانے میں ظہور فرمائیں گے تو حضرت آدم نے آپ کی ملاقات کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے دائیں ہاتھ کے کلمے کی اُنگلی میں نورِ محمدی ﷺ چمکایا تو اس نور نے اللہ کی تسبیح پڑھی اسی واسطے اس اُنگلی کا نام کلمے کی انگلی ہوا۔ جیسا کہ روض الفائق میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے جمال محمدی ﷺ کو حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثل آئینہ کے ظاہر فرمایا تو حضرت آدم نے اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر پھیرا۔ پس یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوئی پھر جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا جو شخص اذان میں میرا نام سن کر اور اپنے انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے تو وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

اسی تفسیر روح البیان میں ہے:

ودر محیط آورده که پیغمبر صلی الله علیه وسلم بمسجد در آمد ونزدیك ستون بنشست وصدیق رضی الله عنه در برابر آن حضرت نشسته بود بلال رضی الله عنه برخاست وباذان اشتغال فرمود چون گفت اشهد ان محمدا رسول الله ابو بکر رضی الله عنه هر دو ناخن ابهامین خود را بر هر دو چشم خود

نهاده گفت «قرة عيني بك يا رسول الله» چون بلال رضی الله عنه فارغ شد حضرت رسول صلى الله عليه وسلم فرموده كه يا أبا بكر هر كه بكند چنين كه تو كردی خدای بيامرزد كنساهان جديد وقديم او را اگر بعمد بوده باشد اگر بخطإ (2)

یعنی اُنہوں نے **اشھدُان محمدًا لرسول اللّٰہ** کہاتو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر رکھااور کہا **قُرَّۃُ عینی بک یارسول اللّٰہ** جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دے چکے حضور اکرم ﷺ نے فرمایااے ابو بکر جو شخص ایسا کرے جیسا کہ تم نے کیا ہے خدا تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا۔

---

(1) (تفسير روح البيان، سوره, احزاب،الجلد السابع، صفحه٢٢٩،دارالفكربيروت)

(2) (تفسير روح البيان، سوره احزاب،الجلد السابع، صفحه٢٢٩،دارالفكربيروت)

- **حضرت شيخ امام ابو طالب محمد بن على المكي رفع الله درجته در قوت القلوب روايت كرده از ابن عيينه رحمه الله كه حضرت پيغمبر عليه الصلاة والسلام بمسجد درآمد در دهه محرم وبعد از آنكه نماز جمعه ادا فرموده بود نزديك أسطوانه قرار گرفت وابو بكر رضى الله عنه بظهر ابهامين چشم خود را مسح كرد و گفت قُرَّةُ عينی بک يارسول الله و چون بلال رضى الله عنه از أذان فراغتی روی نمود حضرت رسول الله صلى الله عليه وسلم فرمود كه ای أبا بكر هر كه بگويد آنچه تو گفتی از روی شوق بلقای من وبكند آنچه تو كردی خدای دركذارد كناهان ويرا آنچه باشد نو وكهنه خطا وعمد ونهان وآشكارا** (1)

یعنی اور حضرت شیخ امام ابو طالب محمد بن علی المکی اللہ عزّ و جلّ ان کے درجات بلند کرے اپنی کتاب "قوت القلوب" میں ابن عیینہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نمازِ جمعہ ادا کرنے کے لئے محرم کی دسویں تاریخ کو مسجد میں تشریف لائے اور ایک ستون کے قریب بیٹھ گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان میں حضور ﷺ کا نام سن کر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی آنکھوں پر پھیرااور کہا ''قرۃ عینی بک یارسول اللّٰہ'' جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان سے فارغ ہو گئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایااے ابو بکر جو شخص تمہاری طرح میرا نام سن کر انگوٹھے آنکھوں پر پھیرے اور جو تم نے کہا وہ کہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے تمام نئے اور پرانے، ظاہر و باطن سب گناہوں سے در گزر فرمائے گا۔

امام سخاوی، شمس الدین امام محمد بن صالح مدنی کی تاریخ سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں نے حضرت مجد مصری کو جو کاملین

صالحین میں سے تھے فرماتے سنا کہ

من صلى على النبي صلى الله عليه وسلم إذا سمع ذكره في الأذان وجمع أصبعيه المسبحة والإبهام وقبلهما ومسح بهما عينيه لم يرمد أبدا (2)

---

(1) (تفسیر روح البیان، سورہ احزاب،الجلد السابع، صفحہ۲۲۹،دارالفکربیروت)

(2) (تذكرة الموضوعات،باب الاذان ومسح العينين فيه ونحوه،الصفحة۳۴،طبعه ادارة الطباعة المنيرية بيروت)

(كشف الخفاءومزيل الالباس عما اشتهرمن الاحاديث على السنة الناس، رقم الحديث ۲۲۹۶،الجزء الثانى،الصفحة۲۰۷،مكتبة القدسى القاهرة)

(المقاصد الحسنة فى بيان كثير من الاحاديث المشتهرة على الالسنة،حرف الميم، الصفحة۳۸۴،دارالكتب العلمية بيروت)

یعنی جو شخص نبی کریم ﷺ کا ذکر پاک اذان میں سن کر درود بھیجے اور کلمہ کی انگلیاں اور انگوٹھے ملا کر ان کو بوسہ دے اور آنکھوں پر پھیرے اس کی کبھی آنکھیں نہ دکھیں گی۔

یہی امام سخاوی ان ہی امام محمد بن صالح کی تاریخ سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا عراق کے بہت سے مشائخ سے مروی ہوا ہے کہ جب انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر پھیرے تو یہ درود شریف پڑھے

صلى الله عليك يا سيدي يا رسول الله يا حبيب قلبي ويا نور بصري ويا قرة عيني (1)

یعنی کبھی آنکھیں نہ دکھیں گی اور یہ مجرّب ہے۔اس کے بعد امام مذکور فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ سنا ہے یہ مبارک عمل کرتا ہوں آج تک میری آنکھیں نہ دکھی ہیں اور نہ انشاءاللہ دکھیں گی۔

شافعی مذہب کی مشہور کتاب اعانۃ الطالبین علی احل الفاظ "کفایت الطالب الربانی علی رسالۃ ابن ابی زید القیروانی" میں ہے کہ جب اذان میں حضور اکرم ﷺ کا نام پاک سنے تو درود پاک پڑھے

ثم يقبل إبهاميه ويجعلهما على عينيه لم يعم ولم يرمد أبدا (2)

یعنی پھر انگوٹھے چومے اور آنکھوں پر رکھے تو نہ کبھی اندھا اور نہ کبھی آنکھیں دکھیں گی۔

علامہ امام سخاوی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ دیلمی کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

لما سمع قول المؤذن أشهد أن محمد رسول الله قال هذا وقبل باطن الأنملتين السبابتين ومسح عينيه، فقال صلى الله عليه وسلم: من فعل مثل ما فعل خليلي فقد حلت عليه شفاعتي(3)

یعنی جب مؤذن کو اشهدان محمد رسول اللّٰہ کہتے ہوئے سنا تو یہی کہا اور اپنی انگشتانِ شہادت کے پورے جانبِ زیریں (اندرونی

حصہ) سے چوم کر آنکھوں سے لگائے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو میرے اس پیارے دوست کی طرح کرے گا میری شفاعت اس کے لئے حلال ہو گئی۔

(۱۱) یہی امام سخاوی حضرت ابوالعباس احمد بن ابی بکر رداد الیمانی کی کتاب "موجباتُ الرحمة وعزائمُ المغفرة" سے نقل

---

(1) (المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الالسنة ، حرف المیم ،حدیث ۱۰۲۱، صفحه ۳۸۴، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان)

(2) (کفایة الطالب الربانی علی رسالة ابن ابی زید القیروانی وبالهامش حاشیه العدوی،باب الاذان والاقامة، الجزء الاول،الصفحة۴۸۳،مطبعة المدنی القاهرة)

(3) (المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الالسنة ، حرف المیم ،حدیث ۱۰۲۱، صفحه ۳۸۴، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان)

(الاسرارالمرفوعة فی الاخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الکبری،رقم الحدیث۴۳۵،حرف المیم، الصفحة۳۰۶،المکتب الاسلامی بیروت)

فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

من قال حين يسمع المؤذن يقول أشهد أن محمداً رسول الله: مرحباً بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم ثم يقبل ابهاميه ويجعلهما على عينيه لم يرمد أبداً (1)

یعنی جو شخص مؤذن سے **اشهدان محمد رسول الله** سن کر کہے **مرحبا بحبیبی وقرة عینی محمد بن عبدالله ﷺ**

یعنی اے میرے حبیب! مرحبا آپ کا اسم گرامی محمد بن عبداللہ (ﷺ) ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک" پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے وہ کبھی اندھا نہ ہو گا اور نہ اس کی آنکھیں دکھیں گی۔

یہی امام سخاوی فقیہ محمد بن سعید خولانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

من قال حين يسمع المؤذن يقول أشهد أن محمداً رسول الله مرحباً بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم ويقبل إبهاميه ويجعلهما على عينيه لم يعم ولم يرمد (2)

یعنی جو شخص موذن سے **اشهدان محمد رسول الله** سن کر کہے **مرحبا بحبیبی وقرة عینی محمد بن عبدالله ﷺ**

پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے وہ کبھی اندھا نہ ہو گا اور نہ کبھی اس کی آنکھیں دکھیں گی۔

یہی امام سخاوی امام طاؤس سے نقل فرماتے ہیں کہ اُنہوں نے شمس الدین محمد بن ابی نصر بخاری خواجہ حدیث سے یہ حدیث مبارک سنی فرمایا:

من قبل عند سماعه من المؤذن كلمة الشهادة ظفري ابهاميه ومسهما على عينيه وقال عند المس اللهم احفظ حدقتي ونورهما ببركة حدقتي محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم ونورهما لم يعم (3)

یعنی ہر شخص مؤذن سے کلمہ شہادت سن کر انگوٹھوں کے ناخن چومے اور آنکھوں پر پھیرے اور یہ پڑھے "**اللهم احفظ حدقتي**

ونورھما"(یعنی اے اللہ ! میری آنکھوں کی حفاظت فرمااورانہیں منوّر فرما(نبی کریم ﷺ کی مبارک آنکھوں اوران کے نور کی برکت سے)وہ کبھی اندھانہ ہوگا۔

---

(1) (المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الالسنة ، حرف المیم ،حدیث ۱۰۲۱، صفحه ۳۸۴، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان)

(کشف الخفاءومزیل الالباس عما اشتهرمن الاحادیث علی السنة الناس، رقم الحدیث ۲۲۹۶،الجزء الثانی،الصفحة۲۰۶،مکتبة القدسی القاهرة)

(2) (المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الالسنة ، حرف المیم ،حدیث ۱۰۲۱، صفحه ۳۸۴، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان)

(3) (المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الالسنة ،حرف المیم ،حدیث ۱۰۲۱، صفحه ۳۸۵، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان)

(کشف الخفاءومزیل الالباس عما اشتهرمن الاحادیث علی السنة الناس، رقم الحدیث ۲۲۹۶،الجزء الثانی،الصفحة۲۰۷،مکتبة القدسی القاهرة)

شیخ المشائخ،رئیس المحققین،سید العلماء الحنفیہ بمکۃ المکرمہ مولاناجمال الدین عبداللہ بن عمر مکی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں

سئلت عن تقبیل الابهامین ووضعهما علی العینین عند ذکر اسمه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم فی الاذان، هل هو جائز ام لا. اجبت بمانصه نعم تقبیل الابهامین ووضعهما علی العینین عند ذکر اسمه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم فی الاذان جائز، بل هو مستحب صرح به مشایخنا فی غیر ما کتاب(1)

یعنی مجھ سے سوال ہوا کہ اذان میں حضوراکرم ﷺ کے اسم مبارک کے ذکر کے وقت انگوٹھے چومنااورآنکھوں پررکھنا جائز ہے یا نہیں ؟میں نے ان لفظوں سے جواب دیا کہ ہاں اذان میں حضوراکرم ﷺ کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنااور آنکھوں سے لگانا جائز بلکہ مستحب ہے۔ہمارے مشائخ مذہب نے اس کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔

مولانا عبدالحئی لکھنوی کا فتوی

سوال:**ناخنہائے ہردودست برچشم نہادن ہنگام شنیدن نام آں سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در آذان چہ حکم دارد۔**

یعنی اذان میں سرورِکائنات ﷺ کے نام مبارک کے سنتے وقت دونوں ہاتھوں کے ناخنوں کو(چوم کر)آنکھوں پررکھنا کیاحکم رکھتا ہے؟

جواب:**بعض فقہامستحب نوشتہ اند، وحدیثے ہم دریں باب نقل میسازند مگر صحیح نیست، دردامر مستحب فاعل وتارک ہر دو قابل ملامت وتشنیع نیستند درجامع الرموز می آرد**

"**اعلم انه یستحب ان یقال عند سماع الاول من الشهادة صلی اللّٰه علیک یارسول اللّٰه وعند سماع الثانیة قرة عینی بک یارسول الله ثم یقال اللهم متعنی بالسمع والبصر وبعده وضع ظفر الیدین علی العینین فانه صلی اللّٰه علیه وسلم یکون قائد اله الی الجنة**"(2)

یعنی بعض فقہاء نے اس کو مستحب لکھاہے اوراس کے بارے میں حدیثیں بھی نقل کی ہیں مگر وہ صحیح نہیں ہیں اور مستحب کام کرنے اور نہ

کرنے والا دونوں قابل ملامت اور طعن و تشنیع نہیں ہیں اور جامع الرموز میں ہے کہ بلاشبہ اذان کی پہلی شہادت کے سننے پر صلی اللہ علیک یارسول اللہ اور دوسری کے سننے پر قرۃ عینی بک یارسول اللہ کہنا مستحب ہے پھر کہے اے اللہ میری سمع وبصر کو نفع پہنچا اور پھر دونوں ہاتھوں کے ناخنوں کو (چوم کر) اپنی آنکھوں پر رکھے تو ایسا کرنے والے کو حضور اکرم ﷺ اپنے زیر سایہ جنت میں لے جائیں گے۔

---

(1) (فتاویٰ جمال بن عبداللہ عمر مکی بحوالہ فتاویٰ رضویہ، جلد پنجم، باب الاذان والاقامۃ، صفحہ ۴۳۶، رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور)

(2) (مجموعہ فتاوی، باب مایتعلق بالاذان، جلد۳، صفحہ۴۷، لکھنؤ مطبع یوسفی ۱۳۴۵ھ)

جلالین شریف، حاشیہ ۱۳ مطبوعہ اصح المطابع کراچی، صفحہ ۱۵۸ از زیرِ آیت صلوٰۃ بہت عبارات نقل کیں۔ منجملہ قوت القلوب از شیخ امام ابو طالب محمد بن علی المکی رفع اللہ درجتہ کی عبارت بھی ہے فرمایا:

روایت کردہ از ابن عیینہ رحمہ اللہ کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام بمسجد درآمد دردھہ محرم وبعداز آنکہ نماز جمعہ ادا فرمود بود نزدیک اسطوانہ قرار کرفت وابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بظھر ابھامین چشم خود را مسح کرد وگفت قرۃ عینی بک یارسول اللہ وچون بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ از اذان فراغتی روی نمود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ ای ابابکر ھرکہ بگوید آنچہ تو گفتی ازروی شوق بلقای من وبکند آنچہ توکردی خدای درکذاردکناھان ویراانچہ باشد نووکھنہ خطاوعمد ونھان واشکاراومن درخواستکیم جرایم ویرا ودر مضمرات برین وجہ نقل کردہ (1)

یعنی روایت کی گئی کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں ناخنوں کو چوم کر آنکھوں سے لگایا۔ جب بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان سے فارغ ہوئے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر جو شخص اس طرح کرے جیسا کہ تو نے کیا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے تمام نئے اور پرانے خطاءً اور عمداً پوشیدہ اور ظاہر سب گناہوں کو بخش دے گا۔

(مضمرات میں اسی طریقہ سے نقل کیا ہے)

اس کے بعد محشی جلالین حدیث تقبیل ابہامین پر جرح قدح کر کے اپنا فیصلہ سناتے ہیں:

فكون الحديث المذكور غير مرفوع لا يستلزم ترك العمل بمضمونه وقد أصاب القهستاني في القول باستحبابه (2)

یعنی **حدیث تقبیل ابھامین** اگرچہ مرفوع نہ ہو تب بھی اس کے مضمون سے ترکِ استحباب لازم نہیں آتا اس مسئلہ میں امام قہستانی

---

(1) (تفسیر روح البیان، سورہ, احزاب، الجلد السابع، صفحہ۲۲۹، دارالفکربیروت)

(2) (تفسیر روح البیان، سورہ, احزاب، الجلد السابع، صفحہ۲۲۹، دارالفکربیروت)

مصیب (درست) ہیں کہ اُنہوں نے تقبیل ابہامین کو مستحب قرار دیا۔

اس کے بعد محشی جلالین "قوت القلوب" کے مصنف عالی شان کا درجہ علمی ایک بہت بڑے شیخ المشائخ کی سند سے پختہ کرتے ہیں کہ

وكفانا كلام الامام المكي فى كتابه فانه قد شهد الشيخ السهروردي فى عوارف المعارف بوفور علمه وكثرة حفظه وقوة حاله وقبل جميع ما أورده فى كتابه قوت القلوب ولله در ارباب الحال فى بيان الحق (1)

یعنی اس تقبیل ابہامین کے مسئلہ میں ہمیں امام کا قول "قوت القلوب" میں درج کردہ کافی ہے۔اس لئے امام مکی وہ بزرگ ہیں جن کی قوّت علمی و عملی اور حفظ و فرت کا اقرار شیخ المشائخ امام شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ عوارف المعارف میں فرما چکے ہیں بلکہ فرمایا کہ جو کچھ امام مکی نے قوت القلوب میں درج فرمایا ہے سب حق ہے۔

پھر محشی جلالین مذکور کہتا ہے

ولقد فصلنا الكلام واطبناه لان بعض الناس ينازع فيه لقلة علمه

یعنی اس مسئلہ میں کلام طویل کردیا اس کی صرف وجہ یہ ہے کہ بعض لوگ کم علمی کی وجہ سے اس مسئلہ میں جھگڑا کرتے ہیں۔

جلالین کی طباعت واشاعت اصح المطابع کے مالک نور محمد نے نہایت اعلیٰ اہتمام وانتظام سے کی اس کے حواشی خود لکھے یا کسی سے لکھوائے۔وہ خود دیوبندی تھا چنانچہ اپنے آپ کو اشرف علی تھانوی کا خلیفہ مجاز بتاتا ہے بہر حال جو کچھ بھی ہے منکرین مسئلہ کی خوب تردید فرمائی۔

علامہ محدث طاہر فتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "تکملہ بحار الانوار" میں حدیث کو صرف لایَصِحُّ لکھ کر لکھتے ہیں

وروى تجربة عن كثيرين (2)

یعنی اس کے تجربہ کی روایات بکثرت آئی ہیں۔

مرقات شرح مشکوۃ میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خوب وضاحت فرمائی اور پھر موضوعاتِ کبیر میں تو مسئلہ کو بالکل صاف کردیا ہے اس کی بحث آئے گی۔

---

(1) (تفسیر روح البیان، سورہ احزاب،الجلد السابع، صفحہ۲۲۹،دارالفکربیروت)

(2) (خاتمہ مجمع بحار الانوار،فصل فی تعینی بعض الاجابت المشتھرۃ الخ ، جلد۳،صفحہ۵۱۱،نو لکشور لکھنؤ)

نتیجہ

انگوٹھے چومنے کا مسئلہ جس طرح احادیث سے ثابت ہے اس طرح فقہائے کرام کی عبارات سے بھی ثابت ہے خواہ وہ فقہاء حنفی ہوں یا شافعی یا مالکی چنانچہ مذکورہ عبارات میں ہر سہ مذاہب کے علماء تھے اور جن کتب میں یہ مسئلہ موجود ہے ان کے اسماء درج ذیل ہیں۔

(۱)قوت القلوب از امام ابوطالب مکی(۲)روح البیان(۳)حاشیہ جلالین(۴)رد المحتار شامی (۵)انجیل برباناس (۶)فتاویٰ جواہر(۷)فتاویٰ سراج المنیر(۸)فتاویٰ صوفیہ(۹)فتاویٰ مفتاح الجنان (۱۰)نعم الانتباہ(۱۱)صلوۃ مسعودی(۱۲)مثنوی مولانا روم(۱۳)جامع الرموز(۱۴)شرح نقایہ (۱۵)کنزالعباد(۱۶)موضوعات کبیر ملا علی قاری (۱۷)المقاصد الحسنۃ(۱۸)دیلمی فی الفردوس (۱۹)موجبات الرحمۃ وعزائم المغفرت(۲۰)تاریخ محمد بن صالح المدنی (۲۱)فتاویٰ جمال مکی (۲۲)تکملہ مجمع بحارالانوار ملا طاہر محدث فتنی(۲۳)قہستانی حواشی رملی علیٰ بحر الرائق (۲۴) المضمرات(۲۵)اعانۃ الطالبین فقہ شافعی (۲۶)شرح کفایۃ الطالب الربانی (مالکی فقہ)(۲۷)طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح علیٰ نورالایضاح(۲۸)تذکرۃ الموضاعات سید تکلان(۲۹)فتاویٰ عبدالحئ(۳۰)محیط(۳۱)خزانۃ الروایات (۳۲)مقدمۃ الصلوٰۃ (۳۳)تہذیب الصلوٰۃ (۳۴)جواہر محددیہ (۳۵)خطب مولانا عبدالقدوس (۳۶)بستان المحدثین (۳۷)موضوعات کبیر (۳۸)مرقات شرح مشکوٰۃ وغیرہ وغیرہ۔

ان کے علاوہ بہت سی کتابوں کے حوالہ سیدی شاہ احمد رضاخاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ نے ارشاد فرمائے ہیں۔

ان میں بعض وہ کتابیں ہیں جن سے مجھے براہ راست مطالعہ کا شرف حاصل ہوا اور اکثر وہ ہیں جو اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجددِ دین وملت سیدی احمد رضا قدس سرہ کی کتاب "منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین" اور "نہج السلامۃفی تقبیل الابھامین" سے استفاضہ واستفادہ کیا۔ ان میں بعض کتابیں نہایت زمانہ قدیم کی ہیں جن پر وہابیہ دیوبندیہ کو پورا ایمان ہے۔

چیلنج

ہم نے بہت بڑی کتب سے احادیث وفقہ کی عبارات کا حوالہ دے کر مسئلہ کے حل کا ثبوت دیا ہے۔ اگر وہابیہ دیوبندیہ کو جرأت ہے تو اس کی نفی میں احادیث اور متقدمین فقہاء کی کتب سے صرف ایک حوالہ پیش کریں تو فی حوالہ ایک صد روپیہ نقد وصول کریں ورنہ ہمارے پیش کردہ حوالہ جات کے ایک ایک حوالے کا جرمانہ ادا کریں۔

اعتراضات وجوابات

فتاویٰ امدادیہ میں مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ "اول تو اذان ہی میں انگوٹھے چومنا کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں اور جو کچھ بعض لوگوں نے اس بارے میں روایت کیا ہے وہ محققین کے نزدیک ثابت نہیں چنانچہ شامی بعد نقل عبارت کے لکھتے ہیں

وَذَكَرَ ذَلِكَ الْجِرَاحِيُّ وَأَطَالَ ، ثُمَّ قَالَ وَلَمْ يَصِحَّ فِي الْمَرْفُوعِ مِنْ كُلِّ هَذَا شَيْءٌ(1)

یعنی جراحی نے اس بحث کا طویل ذکر کیا ہے پھر کہا ان میں سے کوئی حدیث مرفوع درجۂ صحت کو نہیں پہنچی۔

اس کے آگے چل کر ایک اپنی طرف سے منہیہ درج کرتا ہے

قلت واما الموقوف فانه وان کان منقولاً لکن مع ضعف اسناد لیس فیه کون هذا العمل طاعة بل هو رقیة للحفظ عن رمد والعوام یفعلونه باعتقاد کونه طاعة (2)

یعنی رہی موقوف حدیث تو وہ اس سلسلہ میں اگرچہ منقول ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہونے کے ساتھ اس میں یہ نہیں ہے کہ یہ عمل عبادت وطاعت ہے بلکہ یہ صرف آنکھوں کے دکھنے کا علاج ہے اور عوام اسے عبادت سمجھتے ہوئے بجالاتے ہیں۔

خلاصہ سوال یہ ہے کہ انگوٹھے کی روایت کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں اگر کہیں ثبوت ملتا ہے تو اسے محققین نہیں مانتے ہیں۔ اگر حدیث موقوف کہیں ملتی ہے تو وہ ضعیف ہے اور باقی رہا فقہاء کا عمل وہ بھی طاعت سمجھ کر
نہیں کرتے بلکہ آنکھ کی بیماری کی حفاظت کا منتر سمجھ کر عمل کرتے ہیں اور عوام کا کیا کہنا وہ اگر طاعت کریں تو ان کا کوئی اعتبار نہیں۔

---

(1) (ردالمختار علی الدرالمختار شرح تنویر الابصار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، الجزء الثانی، الصفحة ۶۸، دارعالم الکتب الریاض)

(امدادالفتاویٰ، کتاب البدعات، جلد پنجم، سوال ۲۴۲، صفحہ ۲۶۷، مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۴)

(2) (فتاویٰ رضویہ، جلد پنجم، باب الاذان والا قامۃ، صفحہ ۶۳۰، رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور)

الجواب: چوری کے وقت تین حیثیتیں ملحوظ ہوتی ہیں۔ (۱) کس کی چوری کی گئی (۲) کتنی چوری ہوئی (۳) چور کیسا ہے۔ پھر آگے اگر ہر سہ حیثیتیں بالا ہوں تو تفتیش کے لئے کسی بڑے مردِ میدان کی ضرورت ہوتی ہے یہاں بھی ایسے ہے۔

(۱) شانِ رسالت کے وقار کی چوری ہوئی (۲) چوری کا اندازہ میدانِ حشر میں ہوگا (۳) مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندیوں کا مجدد۔ یہ ایک سنگین مقدمہ ہے اس کی تفتیش ہم سے نہیں ہو سکے گی۔ ہم نے شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے نام نامی اسم گرامی کو چنا یعنی ذیل کی تحقیق

میں کہتا ہوں کہ جب اس حدیث کا رفع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ثابت ہے تو عمل کے لئے کافی ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ میں تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور خلفائے راشدین کی سنت۔ معلوم ہوا کہ حدیث موقوف صحیح ہے کیونکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اس کا رفع (پہنچنا) ثابت ہے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت حضور اکرم ﷺ کی سنت ہے۔ چنانچہ مخالفین کے سردار مولوی خلیل احمد انبیٹھوی و مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:

جس کے جواز کی دلیل قرونِ ثلاثہ (صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ) میں ہو خواہ وہ جزئیہ بوجوہ خارجی ان قرون میں ہوا یا نہ ہوا اور خواہ

اس کی جنس کا وجود خارج میں ہوا یا نہ ہوا ہو وہ سب سنت ہے۔ (براہین قاطعہ، صفحہ ۴۸)

دیوبندیوں کے اس قاعدہ سے ثابت ہوا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک اذان میں نامِ اقدس سن کر انگوٹھے چومنا سنت ہے کیونکہ ملّا علی قاری کی عبارت سے قرونِ ثلاثہ میں اس کی اصل متحقق (ثابت) ہو گئی پھر اس کو بدعت وغیرہ کہنا نہیں تو اور کیا ہے۔

نکتہ: شرع مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ خصوص کی نفی سے عموم کی نفی نہیں ہوا کرتی (اس قاعدہ کی وضاحت فقیر اُویسی غفرلہٗ نے اصول قرآن المعروف احسن البیان میں کی ہے) مثلاً ہم کہہ دیں کہ فلاں مولوی صاحب قطب نہیں تو اس کا معنی جاہل سے جاہل بھی یہ نہ سمجھے گا کہ مولوی صاحب کافر ہیں۔ صرف یہ سمجھے گا کہ چونکہ قطبیت بلند درجہ ہے اس لئے مولوی صاحب قطب نہیں تو صالح مومن ضرور ہوں گے اسی طرح لایصح کا مطلب ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح کے اعلیٰ مرتبہ کو نہیں پہنچی تو موضوع (ادنی درجہ) تو ہر گز نہیں کہ جس پر عمل کرنا گناہ ہو بلکہ صحیح حدیث نہیں یعنی جس سے مسئلہ کی قطعیت ثابت نہیں ہو سکے۔

سوال: اگر یہ احادیث بے غبار تھیں تو پھر متقدمین لایصح کیوں کہتے آئے؟

جواب: فقہ کا دار و مدار قرآن و احادیث پر ہے اور فقہاءِ کرام نے اپنے مسائل ان احادیث سے مستنبط کئے جو درجہ ُصحت کو پہنچی ہے چنانچہ اس پر ہم آگے چل کر گفتگو کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ اگر اس درجہ سے گھٹ گئیں تو جتنا درجہ کم ہوتا گیا اتنا ہی مسئلہ کی اہمیت گھٹتی گئی یہاں تک کہ ضعاف (ضعیف احادیث) سے مستحبات ثابت کئے۔ تقبیل ابہامین چونکہ بظاہر اہمیت رکھتا تھا کہ ایک طرف تو اسے نبی اکرم ﷺ کی شان سے تعلق تھا دوسری طرف اس کا علاج سے بھی واسطہ اور وہ بھی آنکھوں سے تو خصوصی طور پر ان احادیث کی چھان بین کی تواُن کے سامنے اِن احادیث کو صحاح کا درجہ نہ مل سکا تو اُنہوں نے کہہ دیا کہ مسئلہ کی اگرچہ اہمیت بالا تر ہے لیکن یہ احادیث اس درجہ تک نہیں پہنچیں کہ اِنہیں صحیح کہا جاسکے۔ فلہذا اس مسئلہ کو مستحبات میں رکھا جائے چنانچہ تمام فقہاءِ احناف و شوافع و غیرُہم اس کے استحباب کے قائل ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ "احادیثِ تقبیلِ ابہامین" میں "لایصح" ہے محدثین کی اصطلاح کے مطابق یہ احادیث صحیح نہیں ہیں تو موضوع بھی نہیں۔ جب موضوع نہیں تو مسئلہ کے استحباب کے لئے ان سے استدلال جائز ہے۔

سوال: احادیث میں بعض راوی مجہول ہیں۔

جواب: کسی راوی کے مجہول ہونے سے حدیث موضوع و بے کار نہیں ہو جاتی صرف اتنا ہوتا ہے کہ وہ حدیث ضعیف ہو جاتی ہے اور ضعیف فضائل اعمال میں مقبول ہے کما سیجیئ۔ ملّا علی قاری رحمہ اللہ الباری رسالہ فضائلِ شعبان میں فرماتے ہیں کہ

جہالۃ بعض الرواۃ لاتقتضی کون الحدیث موضوعا وکذا انکارۃ الالفاظ فینبغی ان یحکم علیہ بانہ ضعیف ثم یعمل بالضعیف فی فضائل الاعمال (1)

یعنی بعض راویوں کا مجہول ہونا اس بات کا تقاضا نہیں کرتا کہ حدیث موضوع ہو ہاں ضعیف کہو پھر فضائل اعمال میں ضعیف پر عمل کیا جاتا ہے۔

نہ صرف ایک راوی کی جہالت سے بلکہ متعدد مجہولوں کا ہونا بھی حدیث میں صرف ضُعف کا مورث ہے

---

(1) (التبیان فی بیان ما فی لیلة النصف من شعبان ولیلة القدر من رمضان(قلمی)الصفحة۱۵،۱۴)

(رسالہ فضائل نصف شعبان، صفحہ ۲۲، مترجم عباس رضوی لاہور، مرکز تحقیقات اسلامیہ ۲۰۰۲

بحوالہ فتاوی رضویہ، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان والا قامۃ، جلد پنجم، صفحہ ۴۴۶، رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ اندرونِ لوہاری دروازہ، لاہور)

کذا قال العلامة الزرقانی فی شرح المواهب اللدنیة فی حدیث احیاء الابوین الکریمین(1)

اس کے علاوہ شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے اسی مقام پر اصولِ حدیث کے مطابق طویل بحث فرمائی ان کے رسالہ منیر العین کی ممنونِ احسان و مرہونِ منت ہے اور کچھ راقم کے اپنے اضافے بھی مگر معمولی۔

متقدمین سلف صالحین کسی ایک مسئلہ کو بھی تشنہ تکمیل نہیں چھوڑ گئے۔ منجملہ مسئلہ ہذا سے کہ جہاں بھی تنقید و تنقیح ہوئی صرف **لایصح** وغیرہ استعمال فرمایا اور محدثین کا کہیں بھی ایسے لکھ دینے سے یہ مطلب سمجھنا کہ یہ حدیث بالکل بیکار ہے جہالت کا ثبوت دینا ہے مثلاً حدیث شریف میں ہے:

قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا(2)

یعنی نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے روکتے تھے۔

اس کو ترمذی نے ابو ہریرہ و انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا اور کہا

وَكِلاَ الْحَدِيثَيْنِ لاَ يَصِحُّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ (3)

یعنی دونوں حدیثیں محدثین کے نزدیک صحیح نہیں۔

یہاں بھی "**لاَ يَصِحُّ**" آیا ہے۔ اب دیوبندیوں کو چاہیے کہ جسے جوتا پہننے میں دقت ہوتی ہے اسے کھڑے ہو کر پہنیں کیونکہ اس میں لفظ "**لاَ يَصِحُّ**" آیا ہے۔ نتیجہ نکلا کہ "**لاَ يَصِحُّ**" میں اشارہ ہوتا ہے کہ یہ حدیث درجہ صحیح (جو ان کی ایک بلند پایہ حدیث ہے) کے پایہ تک نہیں پہنچی۔ چنانچہ شاہ عبد الحق محدث دہلوی شرح مستقیم میں فرماتے ہیں:

حکم بعدم صحت کردن بحسب اصطلاح محدثین غرابت ندارد چہ صحت درحدیث چنانچہ درمقدمہ معلوم شددرجہ اعلیٰ ست دائرہ آں تنگ ترجمیع احادیث کہ درکتب مذکور ست، حتی

درین شش کتاب کہ آنرا صحاح ستہ گویند ہم بہ اصطلاح ایشاں صحیح نیست،بلکہ تسمیہ آنہا صحاح باعتبار تغلیب ست (4)

---

(1) (شرح زرقانی علی المواهب، باب وفات انه وما يتعلق بابويه صلی الله عليه وسلم ، جلد۱،صفحه۱۹۶،مطبوعه مطبعة عامره مصر)

(2) (سنن الترمذی،کتاب اللباس،الباب ماجاء في كراهية ان ينتعل الرجل وهو قائم،رقم الحديث ۱۷۸۳ ، الصفحة۵۳۶،دارالفکر بيروت)

(3) (سنن الترمذی،کتاب اللباس،الباب ماجاء في كراهية ان ينتعل الرجل وهو قائم،رقم الحديث ۱۷۸۳ ، الصفحة۵۳۶،دارالفکر بيروت)

(4) (شرح صراط المستقیم لعبدالحق المحدث الدھلوی، صفحہ ۵۰۲، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر بحوالہ فتاوی رضویہ، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان والا قامۃ، جلد پنجم، صفحہ ۴۴۶، رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ اندرونِ لوہاری دروازہ، لاہور)

یعنی اصطلاحِ محدثین میں عدمِ صحت کاذکر غرابت کا حکم نہیں رکھتا کیونکہ حدیث کا صحیح ہونااس کااعلیٰ ترین درجہ ہے جیساکہ مقدمہ میں معلوم ہوچکاہے اور اس کادائرہ نہایت ہی تنگ ہے تمام احادیث جو کتابوں میں مذکورہیں حتی کہ ان چھ کتب میں بھی جن کو صحاحِ ستّہ کہا جاتاہے۔ محدّثین کی اصطلاح کے مطابق صحیح نہیں ہیں بلکہ ان کو تغلیباً صحیح کہاجاتاہے۔

جب حدیث صحیح نہ ہو یعنی **''لَا یَصِحُّ''** کہاجاوے تواس میں یہ ضرورثابت ہوگا کہ نیچے والے درجات میں سے کوئی درجہ ضرور ہے مثلاً نحو میں مفاعیل پانچ ہیں اور **کرھت کراھتی** جیسی مثال میں کہہ دیں کہ **کراھتی لیس بمفعول مطلق** اب اس کا مطلب صاف ہے کہ اگر یہ **مفعول مطلق** نہیں توباقی چاردرجات میں اگروہ **لایصلح** صحیح نہیں تو صحیح **لغیرہ** ہوگی یا**حسن لذاتہ** ہوگی یا**حسن لغیرہ** ہوگی یہاں تک کہ کہہ دیں کہ ضعیف ہوگی یا موضوع۔ احادیث میں اعلیٰ درجہ صحیح کااور سب سے گھٹیادرجہ موضوع کا۔ ہمارادعویٰ ہے کہ **تقبیلِ ابہامین** کی حدیثیں موضوع ہر گز ہر گز نہیں۔ اگرہیں تو ضعیف ہوں گی چنانچہ اس تقریر کی تائید میں ملاعلی قاری کی درج ذیل عبارت ہے

وقول من يقول في حديث أنه لم يصح إن سلم لم يقدح لأن الحجة لا تتوقف على الصحة بل الحسن كاف (1)

یعنی حدیث کی نسبت کسی کہنے والے کا یہ کہنا کہ وہ صحیح نہیں اگرمان لیاجائے توکچھ حرج نہیں ڈالتا کیونکہ حُجَّت کچھ صحیح ہونے پر موقوف نہیں بلکہ حدیث حسن کافی ہے۔

اس کے متعلق صرف اتنا عرض کردینا کافی ہے کہ محدّثین کرام کا کسی حدیث کے متعلق فرمانا کہ صحیح نہیں اس کے معنی یہ نہیں ہوتے کہ غلط و باطل ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ صحت کے اس درجہ کو نہیں پہنچی جسے محدثین اپنی اصطلاح میں درجۂ صحت کہتے ہیں۔ یاد رکھئے! اصطلاحِ محدّثین میں حدیث کا سب سے اعلیٰ درجہ صحیح اور سب سے بدتر موضوع ہے اور وسط میں بہت سے اقسام

ہیں جو درجہ بدرجہ مرتّب ہیں صحیح کے بعد حسن کا درجہ ہے لہٰذا نفیٔ صحت حسن کو مستلزم نہیں بلکہ اگر ضعیف بھی ہو تو فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بالاجماع مقبول ہے اور ان احادیث کے متعلق محدثین کا **لا یصح فی المرفوع** یعنی یہ تمام احادیث حضور اکرم ﷺ تک مرفوع ہو کر صحیح ثابت نہ ہوئیں فرمانا ثابت کرتا ہے کہ یہ احادیث موقوف صحیح ہیں۔

---

(1) (مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح ،کتاب الصلاة،باب مالایجوز من العمل فی الصلاة وما یباح منه، الفصل الثانی،الجزء الثالث، الصفحة۷۷، دارالکتب العلمیة بیروت)

چنانچہ علامہ امام ملاّ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وإذا ثبت رفعه إلى الصديق فيكفي العمل به لقوله عليه الصلاة والسلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين (1)

یعنی جب اس کا مرفوع ہونا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ثابت ہے تو عمل کے لئے اتنا ہی کافی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے۔

فائدہ: اَہلِ علم کے عمل کر لینے سے بھی حدیث صحیح ہونے کا درجہ پاتی ہے اگرچہ سنداً وہ حدیث ضعیف ہو۔

وقد صرح غير واحد بأن من دليل صحة الحديث قول اهل العلم به وان لم يكن له اسناد يعتمد على مثله (2)

یعنی علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ اہلِ علم کی موافقت بھی صحت حدیث کی دلیل ہوتی ہے اگرچہ اس کے لئے کوئی سند قابل اعتماد نہ ہو۔

فائدہ: یہ ارشاد احادیث احکام کے بارے میں ہے جہاں صحت حدیث کی سخت ضرورت ہے **کما مرَّ آنفاً** پھر احادیث فضائل ہی ہیں۔

احادیث **تقبیلِ ابہامین** کے عاملین اگر شمار کئے جائیں تو تقریباً ہر صدی میں بے شمار ایسے اقطاب و اغواث بھی ملیں گے جن کے صدقے کارخانۂ عالم کو بقا ہے۔

فائدہ: کسی نیک فعل کو ثواب کی نیت سے کیا جائے تو اس میں اجر و ثواب ہے اگرچہ وہ فعل درجۂ صحت تک نہ پہنچا ہو۔

---

(1) (کشف الخفاءومزیل الالباس عما اشتهرمن الاحادیث علی السنة الناس، رقم الحدیث ۲۲۹۶،الجزء الثانی،الصفحة۲۰۶،مکتبة القدسی القاهرة)

(الاسرارالمرفوعة فی الاخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الکبری،رقم الحدیث۴۳۵،حرف المیم، الصفحة۳۰۶،المکتب الاسلامی بیروت)

(2) (تعقبات السیوطی علی موضوعات ابن الجوزی او النکت البدیعات علی الموضوعات،باب الصلاة،الصفحة ۹۰،دارمکة المکرمة للنشر والتوزیع)

من بلغه عن الله شيء فيه فضيلة فعمل به إيماناً به ورجاء ثوابه أعطاه الله ذلك وإن لم يكن كذلك (1)

یعنی جسے اللہ تعالیٰ سے کسی بات میں کچھ فضیلت کی خبر پہنچے وہ اپنے یقین اور ثواب کی اُمید سے اس بات پر عمل کرے اللہ تعالیٰ اسے وہ فضیلت عطا فرمائے گا اگرچہ وہ خبر ٹھیک نہ ہو۔

کذا قال الحسن فی جزء حدیث و ابو الشیخ فی مکارم الاخلاق والکامل الحجدری وعبداللہ ابن محمد البغوی و ابن حبان و ابن عمر بن عبدالبر فی کتاب العلم و ابو احمد ابن عدی الکامل وغیرھم

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا جَاءَکُمْ عَنِّی مِنْ خَیْرٍ قُلْتُهُ أَوْ لَمْ أَقُلْهُ فَأَنَا أَقُولُه وَمَا أَتَاکُمْ عنی مِنْ شَرٍّ فانا لَا أَقُولُ الشَّرَّ (2)

یعنی تمہیں جس بھلائی کی مجھ سے خبر پہنچے خواہ میں نے فرمائی ہو یا نہیں میں اسے فرماتا ہوں اور جس بُری بات کی خبر پہنچے تو میں بری بات نہیں فرماتا۔

حکایت

حمزہ بن عبدالمجید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو خواب میں حطیمِ کعبہ معظمہ میں دیکھا عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہمیں حضور سے حدیث پہنچی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص کوئی حدیث ایسی سنے جس میں کسی ثواب کا ذکر ہو وہ اس حدیث پر بامید ثواب عمل کرے اللہ عزوجل اُسے وہ ثواب عطا فرمائے گا اگرچہ حدیث باطل ہو۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں قسم اس شہر کے رب کی بیشک یہ حدیث مجھ سے ہے اور میں نے فرمائی ہے۔ (فوائد للخلعی) (منیر العین) (3)

واقعی صحیح ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۝ (4)

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ محسنین کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

---

(1) (المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الالسنة،حرف اللام، الصفحة ۳۴۱،دارالکتب العلمیة بیروت)

(کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال،رقم الحدیث ۴۳۱۳۲،الکتاب الخامس من حرف المیم الخ،الفصل الاول،الترغیب الاحادی من الاکمال،الجزء الخامس عشر،الصفحة ۷۹۱،موسسة الرسالة بیروت)

(2) (مسند امام احمد بن حنبل،مسند ابی هریرة رضی اللہ عنه، رقم الحدیث ۹۰۳۶،الجزء الرابع، الصفحة ۴۱۶،دارالکتب العلمیة بیروت)

(3) (فتاوی رضویہ، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان والا قامۃ، جلد پنجم، صفحہ ۴۸۸، رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ اندرونِ لوہاری دروازہ، لاہور)

(4) (پارہ ۱۱، سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۰)

اور فرماتا ہے:

اِنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۔(1)

یعنی تم میں کام والے کی محنت ضائع نہیں کرتا مرد ہو یا عورت۔

انگوٹھے چومنے کا عمل! کون وہ شخص ہے جو ثواب کی خاطر نہیں کرتا۔ ہمارے سنی حضرات ثواب سمجھ کر کرتے ہیں اور انشاء اللہ تعالی حدیث مقدس کے صدقے انہیں ثواب بھی ملے گا اور حسبِ وعدہ شریفہ شفاعت بھی نصیب ہو گی اور دنیا میں آنکھوں کی حفاظت و صحت وعافیت بھی ہے ہم صرف اپنے مقصد کو لے کر آگے چلتے ہیں۔

اعجوبہ

اولاً ہم لوگ **تقبیلِ ابھامین** کو منتر سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ ثواب کی خاطر کرتے ہیں۔ اگر بقول تھانوی منتر ہی سہی تو بتایئے تم نے بھی کبھی اپنے مجدّد کے قول سے اس منتر پر عمل کیا تمہیں تو آنکھ کا درد ہو گا تو آپ ڈاکٹر کے پاس بھاگو گے اور ہم بفضلہ تعالیٰ احادیث پر عمل کر کے نبی ﷺ کے نام اقدس کی برکت سے اپنی آنکھوں کا علاج کرتے ہیں بلکہ بطورِ خیر خواہی دوسروں کو بھی مشورہ دیتے ہیں کہ اگر آنکھوں کو تندرست رکھنا مقصود ہے تو نبی کریم ﷺ کے اسم گرامی کے مقدس سرمہ کو اذان و اقامت کے وقت استعمال کرو اللہ تعالیٰ شفاء بخشے گا آزمائش شرط ہے۔

منتر کی کیفیت

مولوی اشرف علی نے لکھا ہے کہ عوام اسے منتر کی حیثیت سے عمل میں لاتے ہیں ہم نے رسالہ ہذا کے باب ثانی میں فقہاء کی عبارات اور سلف صالحین کی حکایات لکھیں۔ ان لوگوں نے بار بار **یُستحب** کا لفظ دہرایا ہے **یستحب** کا معنی یرقی (منتر کرنا) کسی لغت میں آیا ہو تو دیوبندی صاحبان دکھادیں اور جہاں بھی اس مسئلہ کو فقہاء نے لکھا اسے استحباب کا درجہ دیا۔ نامعلوم دیوبندی حضرات نبی کریم ﷺ کے معاملہ میں کیوں تنگ نظر بن جاتے ہیں۔ یہ حقیقت قابل تحقیق ہے اور کوئی صاحب انصاف یا صلح کن صاحب ان کے پاس نہایت محبت اور نرمی سے پوچھے کہ جناب ایسی تنگ ظرفی اور پھر اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ کے متعلق کیوں؟ اگر جواب شافی ملے تو الحمد للہ ورنہ سمجھ لو کہ دال میں کالا کالا ہے۔

---

(1) (پارہ ۴، سورہ اٰلِ عمران، آیت ۱۹۵)

فائدہ جلیلہ

احادیث سے استنباط یا تو عقائد کے لئے ہو گا یا احکام کے لئے یا فضائل و مناقب کے لئے عقائد کے لئے جب تک حدیثِ مشہور متواتر نہ ہو کام

نہیں چلے گا۔ خبرِ واحد اگرچہ کیسے ہی قوّت سند ونہایت صحت پر ہو تب بھی کام نہیں آئے گی۔ علامہ تفتازانی فرماتے ہیں:

إن خبر الواحد علی تقدیر اشتماله علی جمیع الشرائط المذکورة فی أصول الفقه ، لا یفید إلا الظن ولا عبرة بالظن فی باب الإعتقادات(1)

یعنی خبر واحد اگرچہ تمام شرائط صحت کی جامع ہو ظن ہی کا فائدہ دیتی ہے اور معاملہ اعتقاد میں ظنّیات کا کچھ اعتبار نہیں۔

احکام کے لئے حدیث صحیح لذاتہٖ وصحیح لغیرہ یا حسن لذاتہٖ وحسن لغیرہٖ ضروری ہے جمہور علماء کے ہاں ضعیف سے دلیل پکڑنا بے کار ہے۔

فضائل ومناقب میں باتفاق علماء کرام حدیثِ ضعیف کافی ہے مثلاً کسی حدیث میں ایک عمل کی ترغیب آئی کہ جو ایسا کرے گا اتنا ثواب پائے گا یا کسی نبی یا صحابی کی خوبی بیان ہوئی کہ انہیں اللہ عزوجل نے یہ مرتبہ بخشا یا یہ فضل عطا کیا۔ وہاں حدیث ضعیف کافی ہے

قال سیدی ابو طالب فی قوت القلوب فی معاملة المحبوب في فضائل الأعمال وتفضيل الأصحاب متقبلة محتملة على كل حال مقاطيعها ومراسيلها لا تعارض ولا ترد، وكذلك في أحوال القيامة ووصف زلازلها وعظائمها لا تنكر بعقل بل تتقبل بالتصديق والتسليم كذلك كان السلف يفعلون (2)

یعنی امام اجل، شیخ العلماء والعرفاء، سیدی ابو طالب محمد بن علی مکی قدس سرہ الملکی کتاب جلیل القدر عظیم الفخر قوت القلوب فی معاملة المحبوب میں فرماتے ہیں فضائل واعمال وتفضیلِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حدیثیں کیسی ہوں ہر حال میں مقبول وماخوذ ہیں۔ مقطوع ہوں خواہ مرسل نہ ان کی مخالفت کی جائے نہ انہیں رد کریں ائمہ کا یہی طریقہ تھا۔

---

(1) (شرح العقائد النسفية ،الصفحة۸۸،مکتبة الکلیات الازهرية القاهرة)

(2) (قوت القلوب فی معاملة المحبوب ووصف طریق المرید الی مقام التوحید،باب تفضیل الاخبار وبیان طریق الارشاد وذکر الرخصة والسعة فی النقل والروایة،الجزء الاول،الصفحة۴۸۸،مکتبة دارالتراث القاهرة)

اسی طرح ملتی جلتی عبارتیں اصولِ حدیث کی تمام کتب موضوعات اور احادیث کی شروح میں ملیں گی۔ "الضعيف يعمل به فی فضائل الاعمال" وغیرہ۔

انتباہ: بعض عیار مکار کہہ دیا کرتے ہیں کہ ضعیف حدیث صرف فضائلِ اعمال میں مقبول ہوتی ہے اور مناقب میں نہیں اور چونکہ تقبیلِ ابہامین کی احادیث مناقب پر مشتمل ہے کہ اس میں حضور اکرم ﷺ کی منقبت ثابت ہے بنا بریں عمل بیکار اور پھر ثبوت میں وہ عبارات پیش کرتے ہیں جن میں صرف لفظ الاعمال آیا ہے پھر کہتے ہیں کہ اگر مناقب مقصود ہوتے تو علماء نے الاعمال کے بعد

المناقب کا اضافہ کیوں نہیں کیا۔ایسے مکاروں کے دھوکے سے تین طریقوں سے بچنا لازم ہے۔

اُصولیوں کا قاعدہ ہے کہ کسی ایک مسئلہ کے سمجھانے کے لئے کسی ایک جنس کا ذکر کر دیا تو اس کے باقی اقسام بھی اس میں شامل ہوں گے اور کہیں کہیں ان کے صراحۃً ذکر کر بھی دیتے ہیں جیسے یہاں ہوا کہ سیدی ابو طالب مکی نے **قوت القلوب** میں فضائلِ اعمال کے ساتھ مناقب کا بھی ذکر فرما دیا۔

بعض سادات انبیاء علیہم السلام کے فضائل و مناقب ثقات سے ثابت نہیں تو کیا ان کے فضائل و مناقب سے انکار کیا جائے گا۔

''تقبیلِ ابہامین'' کی احادیث میں مناقب ضمناً ہیں لیکن مقصود تو فضائل اعمال ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو عمل کرے گا اسے میں بہشت میں لے جاؤں گا وغیرہ وغیرہ۔ان احادیث میں اپنی تعریف سنانا مقصود نہیں بلکہ فضیلتِ عمل کا بیان کرنا مقصود ہے جسکے پاس عقلِ سلیم ہے وہ خود سمجھ جاتا ہے۔

انتباہ: پہلے بھی اور اب بھی اور بار بار اعلان ہے کہ احادیثِ تقبیلِ ابہامین موضوع نہیں اگر ہیں تو ضعیف ہیں۔اور احادیثِ ضعیفہ اعمال میں قبول ہوتی ہیں۔ہمارے مخالفین کو چونکہ صرف نبی کریم ﷺ کی شانِ کریمی سے عناد ہے ورنہ ان کو خود دیکھو تو بہت سی حدیثوں پر روزانہ عمل کرتے ہیں حالانکہ وہ حدیثیں بھی ضعیف ہیں ذیل میں چند **''مشتے نمونہ از خروار''** ضعیف احادیث کی فہرست پیش کی جاتی ہے۔

(۱) غسل و وضو کے بعد رومال سے پانی پونچھنا۔

(۲) وضو میں گردن کا مسح۔

(۳) صلوٰۃ الاوابین۔(چھ رکعت بعد نماز مغرب)

(۴) بدھ ہفتہ کے دن پچھنے لگوانا۔(حجامہ کرانا)

(۵) اذان میں آہستگی،اقامت میں تیزی اور مابین اذان و اقامت کے فاصلہ۔

(۶) بدھ کے دن ناخن نہ کٹوانا۔

(۷) صلوٰۃ التسبیح۔

(۸) نماز میں امامت زیادہ پرہیزگار کی ہو۔

(۹) نماز نصف شعبان۔

(۱۰) تلقین کے متعلق صرف اسی کو شمار کرنے بیٹھوں تو مستقل رسالہ ہو جائے۔

نہایت افسوس ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس کی بابت کوئی بات ملے تو پھر ادھر اُدھر کی ماردی اور جان بچالی اور زیادہ افسوس ''دیوبندیوں'' کا ہے کہ اپنے آپ کو مقلّد بھی کہتے ہیں اور پھر احناف کی کتب سے مسئلہ کا ثبوت ملے تو منکر بھی ہوجاتے ہیں۔

حرفِ آخر

یہ تمام بحث صرف اس لحاظ سے تھی کہ احادیث کو ''لَا یَصِحُّ'' سے تعبیر کیا گیا ہے یہ اس وقت ہے جبکہ حدیث کو مرفوع سمجھا جائے۔ اگر اسے موقوف قرار دیا جائے یعنی یہ مان لیں کہ واقعیً صحیح سند کے اعتبار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک یہ حدیث مرفوع نہیں لیکن سرکار صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچنا تو صحیح ہے اس میں کسی کو کلام (اعتراض) نہیں اور اسے محدّثین کی اصطلاح میں ''حدیثِ موقوف'' کہتے ہیں۔ حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضوعات کبیر میں فرماتے ہیں:

قلت واذا ثبت رفعه علی الصدیق فیکفی العمل به لقوله علیه السلام علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین (1)

یعنی میں کہتا ہوں کہ جب اس حدیث کا ثبوت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ہوگیا تو عمل کے لئے یہی بات کافی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔

اسی طرح جلالین کے محشی نے بھی فیصلہ فرمادیا۔

---

(1) (الاسرارالمرفوعة فی الاخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الکبری،رقم الحدیث ۴۳۵،حرف المیم، الصفحة ۳۰۶،المکتب الاسلامی بیروت)

سوال: انگوٹھے چومنا صرف (بقولِ شما) مستحب ہے اور درود پڑھنا سنت بلکہ ضروری اب تم انگوٹھے چومتے ہو لیکن درود پڑھنا چھوڑ دیتے ہو ہم درود پڑھتے ہیں سنت پر عمل کرتے ہیں تم انگوٹھے چومتے ہو بدعت پر عمل کرتے ہو۔

الجواب: درود شریف پڑھنے کے موقع و محل ہوتے ہیں۔ بہت ایسے مقامات ہیں جہاں درود پاک نہ پڑھنا ضروری ہوتا ہے اور وہ محل و مواقع اپنے قیاس سے ثابت کئے جاتے ہیں وہ متقدمین نے درود پاک بھی سکھا دیا اور انگوٹھے چومنا بھی۔ چنانچہ باب دوم میں فقہاء کی عبارات میں ہے کہ ''انگوٹھے چومتے وقت پڑھے **وصلی الله علیک الخ** یہ درود نہیں تو اور کیا ہے''

ہم نے حدیث پاک پر بھی عمل کیا اور فقہاء کرام کے قول پر بھی۔ یہ تم ہو کہ **لاتقربوا الصلوة** پر عمل کرتے ہو لیکن **وَاَنتم سکٰرٰی** پر دھیان نہیں کرتے:

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ (1)

یعنی تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو

کے مصداق بن رہے ہو۔ حنفی بن کر بلکہ محمدی ہو کر حدیثوں سے رو گردانی فقہ سے اعراض آخر یہ کب تک۔

سوال: اللہ تعالیٰ کے نام کو کیوں نہیں چومتے حالانکہ چومنا یا تعظیم سے ہے یا محبت سے کیا نبی اکرم ﷺ کی تعظیم اور محبت اللہ تعالیٰ سے بڑھ گئی۔

جواب: یہ جاہلانہ اعتراض ہے پہلے تم خود مان گئے کہ نبی اکرم ﷺ کا نام سن کر درود پڑھنا ضروری ہو جاتا ہے (واقعی ایسے ہی) حدیث شریف میں بھی یونہی ہی ہے لیکن یہ مجھے کہیں دکھا سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نام سن کر جل جلالہ وغیرہ کہنا ضروری کیا سنت بھی نہیں بلکہ مستحب ہے۔ کیا اس سے لازم ہے نبی علیہ السلام کی شان اللہ تعالیٰ کی شان سے بڑھ گئی نہیں ہر گز نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ احکامِ شرعیہ کا وقوف احادیثِ مقدسہ و اقوالِ صلحاء پر ہے۔ چونکہ نبی اکرم ﷺ کے نام کو سن کر انگوٹھے چومنے کا حکم شرع پاک نے دیا ہے اسی لئے ہم ان کے نام سن کر چومتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے متعلق حکم نہیں اسی لئے نہیں چومتے دوسرے یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام نے

---

(1) (پارہ ۱، سورۃ البقرۃ، آیت ۸۵)

آپ کے نورِ مقدس کو انگوٹھوں میں پا کر چوما تھا۔ "الولدُ سرٌّ لابیہ" کی نیک فال ہم پر پڑی کہ ان کی سنت کے مطابق ہم بھی پیارے کا نام سن کر انگوٹھے چوم لیتے ہیں تاکہ کہیں ہمیں بھی اس مقدس نور کی زیارت کا شرف مل جائے اور آپ حضرات مختار ہیں جو چاہیں کریں۔

سوال: حضرت آدم علیہ السلام نے تو نورِ اقدس کو دیکھ کر چوما اور تم انگوٹھے اور وہ بھی نا معلوم صاف ستھرے یا ویسے ہی۔

جواب: مولانا روم قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

پائے استدلالیاں چوبیں بود | **پائے چوبیں سخت بے تمکین بود**

یعنی دلیل کے محتاجوں کے پاؤں لکڑی کے ہوتے ہیں لکڑی کے پاؤں نہایت کمزور ہوتے ہیں۔

مسلّمہ بات ہے کہ شرعی مسائل میں قیاس آرائی وبالِ جان و ایمان ہے جب بتایا جا چکا ہے کہ شرع مطہرہ کا حکم ہے اب ہمیں سر جھکانا لازم ہے اگر عقلی دلیل چاہتا ہے تو پہلے دل کو مصطفی ﷺ کے عشق میں نذرانہ پیش کر۔ پھر سنو **"درمن قال"** چونکہ یہ ناخن جلوہ گاہ ہے نورِ مصطفویٰ علیٰ صاحبہا السلام ہیں اگرچہ اُن کا ظہور بابا آدم علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا لیکن ہم تو ابھی اسی تصور میں ہیں اور یہ تصور بڑا کام دیتا ہے۔ ایک علمی بات یاد رکھنے کی ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی روایت عین ہے کہ اس میں تمام راوی عین نام والے ہیں اسی لئے شاہ ولی اللہ اپنے آپ کو عبداللہ تصور کر کے روایت کرتے ہیں دوسری روایت کا نام یوم العید ہے اور پھر بخاری میں ایک حدیث ہے کہ اسے بیان کرتے وقت ہر راوی ہونٹ ہلاتا ہے پوچھا جاتا ہے تو کہتے ہیں اس وقت نبی کریم ﷺ نے ہونٹ ہلائے اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا تو اس قسم کا ایک رسالہ "المسلسلات" ہے جس میں فرضی باتیں بنا کر صرف تصور کی دنیا قائم کر کے حدیث بیان کرتے

ہیں کبھی کہتے ہیں آج عید کا دن ہے اگرچہ عید کا دن نہیں لیکن مشائخ کی سند میں یونہی آیا ہے۔ ہم اس لئے کہتے ہیں کہ چونکہ ہمارے آقا کا نورانہی انگوٹھوں میں تھا وہی تصورات اب قائم ہیں بنابریں انگوٹھے چومے جاتے ہیں۔

مسئلہ: اذان کے متعلق تو صریح عبارات آئی ہیں اسی لئے ان میں تو شک کی گنجائش نہیں۔ اذان پر بھی چونکہ اذان کا اطلاق حدیث شریف میں آیا ہے:

بَیْنَ کُلِّ أَذَانَیْنِ صَلاَۃٌ بَیْنَ کُلِّ أَذَانَیْنِ صَلاَۃٌ (1)

یعنی مابین دو اذانوں کے یعنی اذان واقامت کے نماز ہے۔

اس حدیث شریف میں اقامت کو بھی اذان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ بنابریں جس طرح اذان میں اسم گرامی سن کر چومنا مستحب ہے اسی طرح یہاں بھی۔

---

(1) (صحیح البخاری ،کتاب الاذان، الباب بین کل اذانین صلاۃ لمن شاء ،رقم الحدیث۶۲۷ الصفحۃ۱۵۹ ،دارابن کثیردمشق بیروت)

فقط و السلام

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور، پاکستان

ادارہ تحقیقاتِ اُویسیہ کا تعارف

اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

الحمدللہ! بزمِ فیضانِ اُویسیہ پاکستان (ٹرسٹ) ملک وبیرونِ ملک، اشاعتی وغیر اشاعتی طرز پر مسلکِ حق اَہلِ سنت وجماعت کی خدمات میں سالوں سے مصروفِ عمل ہے۔ جس میں خاص طور پر حضور فیضِ ملت، شیخ القرآن والتفسیر حضرت علامہ الحاج الحافظ مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی تصانیف سے عوامِ اہلِ سنت کو فائدہ پہنچانا ایک نمایاں کوشش ہے۔ تاہم ضرورت اس امر کی تھی کہ حضور فیضِ ملت علیہ الرحمہ کی کتب ورسائل کو معیاری طرز پر تحقیقی مراحل سے گزار کر منظرِ عام پر لایا جائے لہٰذا اس مقصد کے حصول

کے لئے بزمِ فیضانِ اُویسیہ پاکستان (ٹرسٹ) کے کراچی کے ذمہ داران نے علمائے کرام کی خدمات حاصل کیں اور ایک ادارہ بنام "ادارہ تحقیقاتِ اُویسیہ" قائم کیا۔اس ادارہ کے قیام کی ضرورت کیوں پیش آئی ؟اس کا جواب یہ ہے کہ ماضی میں حضور فیض ملت علیہ الرحمہ کی کتب مختلف پبلشرز چھاپتے رہے تاہم اس میں کتابت کی اغلاط ، سُرخی (Heading)اور متن (Text) میں عدمِ فرق ، عربی و غیر عربی رسم الخط (Fonts) کا بسااوقات امتیاز نہ ہونا، وغیرہ اُمور اصلاح طلب تھے لہٰذا بشمول حضور فیض ملت علیہ الرحمہ کے مریدین و متعلقین کے ، علماء کرام ودیگر اہلِ علم حضرات شدت سے منتظر تھے کہ حضور فیض ملت علیہ الرحمہ کے علمی خزانہ پر کوئی تحقیقی کام شروع کیا جائے اور اُن کو تحقیق و تخریج مع تسہیل کے بعد اعلیٰ طباعت کے مراحل سے گزار کر عوام الناس تک پہنچایا جائے لہٰذا مذکورہ اُمور کی اصلاح کے ساتھ ساتھ حضور فیض ملت علیہ الرحمہ کی کتب ورسائل (جن کی تعداد کم وبیش 5000 ہے) کی از سرِ نو تحقیق و تخریج مع تسہیل کر کے عوامِ اہل سنت تک پہنچانے کے لئے ادارہ تحقیقاتِ اُویسیہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

ایک اچھے اور مستحکم ادارے کو بنانے اور پھر باقاعدگی سے چلانے کے لئے کثیر رقم کی ضرورت ہوتی ہے۔اس ضمن میں بزمِ فیضانِ اُویسیہ پاکستان (ٹرسٹ) کے مڈل ایسٹ کے ساتھیوں سے جب تعاون کے لئے اپیل کی گئی تو انہوں نے "لبیک" کہتے ہوئے اپنے حقیقی واعلیٰ خلوص کا ثبوت دیا اور ہر ماہ باقاعدگی سے فنڈ بھجوا کر اس خواب کی تکمیل کو یقینی بنادیا۔

"اللہ کریم اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے صدقہ وطفیل ہمارے ان بھائیوں کے رزق میں کشادگی فرمائے اور انہیں اپنے اس عمل پر ثابت قدمی نصیب فرمائے۔" (آمین)

اس ادارے کو جگر گوشۂ حضور فیضِ ملت علیہ الرحمہ حضرت علامہ مفتی ابوالایاز محمد فیاض احمد اُویسی دامت برکاتہم القدسیہ کی سرپرستی حاصل ہے اور آپ ہی کی مشاورت ومعاونت کے ساتھ ادارے کے معاملات کو حتمی قرار دیا جاتا ہے نیز یہ کہ ادارے سے منسلک علمائے کرام اپنے علمی تجربہ کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی تمام تر کوششیں کتب کی تخریج و تصحیح میں لگائے ہوئے ہیں۔ایک کتاب کمپوزنگ، عربی متن کی تصحیح مع اعراب ،اُردو مشکل الفاظ کی تسہیل ، حواشی اور مکمل حوالہ جات کے بعد اپنے تمام تر مراحل طے کرتے ہوئے چھپنے کے لئے تیار ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو تا صبح قیامت سرسبز وشاداب رکھے اور ترقی وکامیابی سے ہمکنار فرمائے۔

آمین بجاہِ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(ادارہ تحقیقاتِ اُویسیہ)